دلچسپ اور نصیحت افروز واقعات

عجمی تیرا نصیب

ڈاکٹر مُنیر احمد شامی

مُسلم کتابوی لاہور

رنگ برنگے اور نصیحت افروز واقعات کا گلدستہ

عجمی تیرا نصیب

از قلم

ڈاکٹر منیر احمد شامی

مسلم کتابوی
گنج بخش روڈ، دربار مارکیٹ لاہور

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

نام کتاب	:	عجمی تیرا نصیب
موضوع	:	رنگ برنگے واقعات کا گلدستہ
مصنف	:	ڈاکٹر منیر احمد شامی
صفحات	:	176
سرورق	:	عدنان گرافکس
پرنٹرز	:	یاسر پرنٹرز بلال گنج، لاہور
تعداد	:	گیارہ صد
ناشر	:	مسلم کتابوی لاہور
قیمت	:	180/-

ملنے کے پتے

مسلم کتابوی، مکتبہ قادریہ، مکتبہ اعلیٰ حضرت، کتب خانہ امام احمد رضا، دار النور پبلی کیشنز، دار العلم، نشانِ منزل پبلی کیشنز، علامہ فضل حق پبلی کیشنز کرمانوالہ بک شاپ دربار مارکیٹ، مکتبہ نبویہ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، قادری رضوی کتب خانہ، گنج بخش روڈ، والضحیٰ پبلی کیشنز، شبیر برادرز، نظامیہ کتاب گھر، اردو بازار لاہور

خطبہ حجۃ الوداع

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''نہ کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر۔''

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام
ان پہ لاکھوں، کروڑوں، درود و سلام

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد کا نام
جس کے دم سے ہیں یہ رونقیں تمام

ان پر لاکھوں، کروڑوں، درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام

وہی حسنی حسینی رضی اللہ عنہما چمن کے ہیں پھول
نور مولا علی جان زہرا کے بتول رضی اللہ عنہا

جن کے نانا رسول ﷺ خدا ذی مقام
ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام

میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام
لامکاں کے بنے ہیں وہی تو مکیں

جن کے نعلین کو چومے عرش بریں
وہ خدا سے ہوئے عرش پر ہم کلام

ان پہ لاکھوں، کروڑوں درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام

وقت لائے خدا، جائیں دربار پر
اور کھڑے ہو کے روضہ سرکار ﷺ پر

پیش مل کر کریں ہم درود و سلام
میٹھا میٹھا ہے میرے محمد ﷺ کا نام

(حافظ محمد حسین حافظ)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَ مَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔(پ ۱۷، الانبیاء)

انتساب

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ — کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ — صَلُّوْ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

مولائے کائنات فخر موجودات فخر نوع انسانی محسن انسانیت حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں جن کا لقب ''رحمت للعالمین'' ہے۔

آپ ﷺ نے خطبۃ الوداع کے موقعہ پر ارشاد فرمایا ''کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت نہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بزرگی اور فضیلت کا معیار تقویٰ ہے۔''

اس ارشاد گرامی سے

سارا عالم سکتہ میں ڈوب جاتا ہے الٰہی آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ کہ آپ ﷺ خود عربی ہوتے ہوئے بھی عربی کی ذرہ بھر بھی طرفداری نہیں فرماتے۔

عجمی تیرا نصیب!

تیری قسمت پہ آسمان بھی نازاں ہے، تجھ سے حضور ﷺ کی محبت کمال درجہ ہے اب تو خود ہی فکر کر کہ اس عظیم احسان کا شکر ادا کیسے ہو؟

تُجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے

حضور ﷺ کی غلامی میں تڑپتا پھڑکتا اک ذرہ خاکی۔

(عجمی منیر شامی)

فہرست مضامین

خطبہ حجۃ الوداع

میدان عرفات میں پہنچ کر جبل رحمت پر نظر پڑتی ہے یہی وہ پہاڑ ہے جس پر حضور ﷺ نے آخری حج کے موقعہ پر خطاب فرمایا تھا، حضور ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں بیان کیا ہوا انسانیت کا منشور یاد آنے لگتا ہے۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"نہ کسی عرب کو عجمی پر کوئی فوقیت ہے نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر، نہ کالا گورے سے افضل ہے اور نہ گورا کالے سے ہاں بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو وہ "تقویٰ" ہے۔"

ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور سارے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، ہاں غلاموں کا خیال رکھو انہیں وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، ایسا ہی پہناؤ جیسا تم پہنتے ہو، عورتوں سے بہتر سلوک کرو کیوں کہ وہ تو تمہاری پابند ہیں اور خود اپنے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتیں۔ میں تمہارے درمیان ایک ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ تم کبھی گمراہ نہ ہو سکو گے اگر اس پر قائم رہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی "کتاب" ہے اور ہاں دیکھو دینی معاملات میں غلو سے بچنا کہ تم سے پہلے کے لوگ ان ہی باتوں کے سبب ہلاک کر دیئے گئے تھے۔ (صحیح مسلم)

اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی تہہ میں گرنے کے لئے جو پتھر پھینکا تھا وہ ستر ۷۰ سال کی طویل مدت میں اس کی تہہ تک پہنچا۔ لمحۂ فکر یہ ہے کہ انسان دوزخ کی گہرائی کا اندازہ کیسے کر سکتا ہے۔ اف اللہ! تیری دوزخ سے تیری ہی پناہ۔ اتنی گہری دوزخ کا تصور کرتے ہوئے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے چہرے کا رنگ فق ہو جاتا ہے۔ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے انہتر حصے زیادہ گرم ہے۔ دنیا کی آگ میں سخت سے سخت لوہا پانی بن جاتا ہے۔ انسان تو پھر انسان ہے جس کی تخلیق گوشت خون اور ہڈیوں سے ہوئی ہے انسان بہت ہی نحیف و کمزور ہے۔ البتہ اس کی ضد، ہٹ دھرمی اور ارادے بڑے ہی قوی ہیں۔ دوزخی کی خوراک بدبودار درخت زقوم اور پیپ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے نافرمان باغی کو آگ کے پہاڑ پر چڑھایا جائے گا اس کا لباس آگ کا ہوگا سر پر گرم پانی چھوڑا جائے گا سر پر لوہے کے ہتھوڑے مارے جائیں گے ایسا سخت اور ہمیشہ کا عذاب ہوگا کہ بڑے بڑے شہ زور پہلوان چیخیں گے چلائیں گے۔ دوزخ میں سانپ اور بچھو کاٹیں گے ان کے کاٹنے سے چالیس سال تک درد والم میں مبتلا رہے گا۔ جہنم میں کوئی دوست نہ ہوگا اور نہ ہی موت آئے گی کہ انسان کا ایسے سخت عذاب سے چھٹکارا ہی ہو جائے۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ

(پ ۳۰، سورہ بُرُوْج)

ترجمہ: بے شک تیرے رب کی گرفت بہت سخت ہے۔

انسان کتنا لاپرواہ اور بے فکر ہے کہ آخرت کی تیاری سے غافل ہے۔ حالانکہ حضور ﷺ نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ انسان کی نجات اسی میں ہے کہ وہ دنیا کی چند روزہ زندگی میں آخرت کی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی فکر کرے۔ انسان اپنی

کامیابی و کامرانی کے لئے اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی اطاعت کرے۔ آپ ﷺ رحمت للعالمین ہیں پوری انسانیت کے لئے رحمت ہیں اور بنی نوع انسان کو آتش دوزخ سے خبردار فرماتے ہیں۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا آپ ﷺ (اپنے ایک خطاب میں) ارشاد فرماتے تھے۔ میں (ﷺ) نے تمہیں آتش دوزخ سے خبردار کر دیا ہے۔ میں (ﷺ) نے تمہیں دوزخ کے عذاب سے آگاہ کر دیا ہے۔ آپ ﷺ یہی کلمہ بار بار ارشاد فرماتے تھے کہ اگر آپ ﷺ اس جگہ ہوتے جہاں پر اس وقت میں ہوں (اور یہاں سے ارشاد فرماتے تو بازار والے بھی آپ ﷺ کے اس ارشاد کو سن لیتے۔ اور (اس وقت آپ ﷺ پر خود فراموشی کی ایک خاص کیفیت طاری تھی) یہاں تک کہ آپ ﷺ کی چادر پاک اس وقت آپ ﷺ اوڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے قدموں پاک کے پاس آگری۔ (دارمی)

اللہ تعالیٰ کا خوف ہی دین کی اصل بنیاد ہے۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغام محمد ﷺ کا تمہیں پاس نہیں

القرآن

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

(پ: ۱۱، سورہ یونس)

ترجمہ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم۔

سیّدنا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی شہر غزنی ہے جو پاکستان کے مغربی ہمسایہ ملک افغانستان کا ایک شہر ہے۔ ہجویر غزنی ہی کا ایک محلّہ ہے جہاں آپ کے ننھیال آباد تھے۔ آپ کی تصنیف کشف المحجوب میں صرف ایک جگہ سرورق پر آپ کے اسم گرامی کے ساتھ ہجویر کی نسبت سے ہجویری رقم ہے۔ حضرت سید علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور کی نسبت سے لاہوری بھی کہا جاتا ہے آپ تقریباً ۴۳۱ ھ کو ہند میں تشریف لائے تو اس زمانے میں لاہور کو لہانور کہا جاتا تھا۔

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۰۰ ھ (۱۰۱۰ عیسوی میں ہوئی ہے)

(حوالہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جلد ۹ ص ۹۱ جامعہ پنجاب لاہور)

لاہور میں تشریف آوری

آپ اپنے رشد کامل حضرت خواجہ ابوالفضل محمد بن الحسن ختلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد لاہور تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے دو دوست شیخ احمد سرخستی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوسعید ہجویری رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے۔ مبلغین اسلام کا یہ مختصر سا قافلہ منزل بہ منزل تبلیغ اسلام کرتا ہوا لاہور پہنچا تو اس وقت سلطان مسعود غزنوی بن سلطان محمود غزنوی کا دور حکومت تھا (۴۲۱ ھ تا ۴۳۲ ھ) حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے کوہستان ہند میں تبلیغ اسلام کا وہ کارنامہ سرانجام دیا جسے تاج وتخت کے مالک شہنشاہوں کی قوت جبروت بھی انجام نہ دے سکی۔ سید حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلامی کردار و اخلاق صوفیانہ انداز سے ہزاروں سال سے بھٹکی ہوئی مخلوق خدا کو راہ راست دکھایا اور ان کے قلب و ذہن کی تاریک وادیوں کو نور اسلام کی کہکشاں سے جگمگایا۔ اس نورانی کہکشاں کا سفر

آج تک جاری اور قیامت تک رواں دواں رہے گا۔ تاج وتخت کے محتاج بادشاہوں کے مقبروں کی ویرانیوں پر ویرانے بھی ماتم کناں ہیں۔ لیکن مزارات اولیاء خصوصاً سید گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ پر حصول فیض کے لیے عوام وخواص شاہ وگدا۔ فقراء اور امرا کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ سیدنا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وطن گھربار کو صرف اور صرف اسلام کے لیے ہمیشہ کے لئے چھوڑا۔ یہ اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہی تھی کہ آپ نے دنیا میں رہتے ہوئے بھی دنیا سے محبت نہ کی۔ آپ نے دنیا کو مسافر خانہ ہی سمجھا اگر آپ کو دنیا سے محبت ہوتی تو آپ دولت کے انبار لگا سکتے تھے مگر آپ نے اسلام کے لیے سب کچھ قربان کر دیا یہی وجہ ہے کہ آج بھی آپ کا فیض عام جاری ہے۔

سبیل دودھ کی حقیقت

حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے ڈیرے کے قریب سے ایک بوڑھی گوالن معمول کے مطابق رائے راجو کو دودھ کی نذر پیش کرنے جارہی تھی آپ نے اس گوالن سے دودھ طلب کیا۔ گوالن نے بتایا کہ یہ دودھ رائے راجو کی نذر کا ہے۔ اگر یہ دودھ اسے نہ ملا تو میرے مویشیوں کا دودھ خشک ہو جائے گا اور ممکن ہے دودھ کی بجائے جانوروں کے تھنوں سے خون آنا شروع ہو جائے اور مویشی مر جائیں۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑھیا سے فرمایا کہ اب تم دودھ دو یا نہ دو تمہارے مال وجان کا محافظ اللہ تعالیٰ ہے نہ کہ رائے راجو۔ آپ کی باتوں سے بڑھیا مطمئن ہو گئی اور آپ کو دودھ دے کر گھر چلی گئی۔ گوالن نے اگلے وقت کا دودھ دھونا شروع کیا تو اس میں ازحد فراوانی پائی۔ حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا شہرہ ہر سُو پھیل گیا اب گوالے رائے راجو کے خوف سے آزاد ہو گئے۔ گوالوں نے دودھ حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نذر کرنا شروع کر دیا۔ جب رائے راجو کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو مغلوب کرنے کی کوشش کی مگر حضرت شیخ ہجویری

رحمۃ اللہ علیہ نے رائے راجو کو مسلمان کر کے اس کا نام عبداللہ رکھا اور شیخ ہندی کے لقب سے سرفراز کیا اور خلافت عطا فرمائی۔ اس کے گوالوں نے بھی اسلام قبول کر لیا۔

اس واقعہ کی یاد میں گوالوں کی طرف سے تب سے دودھ پیش کیا جاتا ہے حضرت شیخ ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے گوالن سے دودھ صرف اسلام کی تبلیغ کے لئے طلب کیا تھا۔

شیخ ہندی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کو بتکدہ ہند میں حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک پر پہلے صاحب ایمان ہونے کا افتخار، مرید و خلیفہ ہونے کا اعزاز۔ محرم راز اور جانشین ہونے کا اختصاص حاصل ہوا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھانے اپنے ہاتھوں سے تجہیز و تکفین کرنے کا شرف حاصل ہوا اور جامع مسجد ہجویری میں امامت کی سعادت حاصل ہوئی بارگاہ مرشد سے اسم ''عبداللہ'' اور لقب ''شیخ ہندی'' عطا ہوا۔

شیخ ہندی پر پڑی لطف و کرم کی جب نظر
کر دیا قطرے سے دریا آپ نے یا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حضرت خواجہ معین الدین اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

آپ کی پیدائش بغداد شریف میں ہوئی۔ ۵۸۷ھ میں افغانستان سے لاہور تشریف لائے تو کئی مہینے تک سیّدنا شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر معتکف رہے۔ آپ کا حجرہ اعتکاف اب تک اندرون احاطہ مزار موجود ہے۔ رخصت ہوتے وقت آپ نے یہ شعر فرمایا جو عالمگیر شہرت کا حامل ہے اور آج تک درگاہ شریف کی لوح پیشانی پر کندہ ہے۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ

کیا

ہم عصر بزرگ اور پیر بھائی تھے

وصال حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ۴۶۵ھ

وصال حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ۶۰۰ھ

حضرت میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ مدفون چاہ میراں لاہور بڑے جلیل القدر صوفی تھے آپ کی بزرگی پر کوئی کلام نہیں۔ حضرت سید میراں حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ ایران کے مشہور تاریخی شہر زنجان کے رہنے والے تھے۔

لیکن

آپ کا حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا پیر بھائی اور ہم عصر ہونا تاریخ و تحقیق اور مستند کتاب کشف المحجوب تحریر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ثابت نہیں کیونکہ حضرت سیّدنا علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۴۶۵ھ ہے

اور

حضرت حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ واصل بحق ہونا ۶۰۰ھ ہے۔

حضرت عزیز الدین المعروف پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کیا

استاد حضرت سیّد گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ تھے؟

حضرت عزیز الدین پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف کے نواح میں ایک بستی کے رہنے والے تھے آپ کی پیدائش تقریباً ۵۳۵ھ ۵۴۵ھ۔ کے دوران ہوئی آپ کی ابتدائی تعلیم و تربیت بغداد میں ہوئی آپ مکہ مکرمہ میں بارہ سال مقیم رہے۔ بیت اللہ شریف کی مجاورت اور ہمہ وقت عبادت و ریاضت کی بنا پر شیخ مکی کا خطاب پایا۔ حکم الٰہی سے مکہ معظمہ سے لاہور تشریف لائے۔ آپ کی تشریف آوری سیّدنا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے تقریباً ۱۱۰ برس بعد ہوئی۔ حضرت پیر مکی نے چھتیس برس لاہور میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا اور تقریباً ستر۷۰ برس کی عمر میں ۶۱۲ھ (۱۲۱۵ء کو وفات پائی)

تمام محققین تاریخ نویسوں کی متفقہ رائے ہے کہ حضرت پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیّد علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے ڈیڑھ صدی بعد وصال فرمایا۔

وصال حضرت سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ ۴۶۵ھ

وصال حضرت عزیز الدین پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۶۱۲ھ

غلط فہمی کا ازالہ

عوام میں یہ غلط فہمی عام ہے کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حکم ہے کہ ”میرے پاس حاضر ہونے سے پہلے میرے استاد محترم حضرت عزیز الدین پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ خوانی و حاضری دے کر آؤ۔“

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب کشف المحجوب میں جگہ جگہ اپنے اساتذہ اور ان بزرگوں کا ذکر فرمایا ہے جن کی ذات سے آپ نے استفادہ فرمایا۔ حضرت عزیز الدین پیر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کسی بھی حوالے سے کشف المحجوب میں موجود نہیں اور نہ ہی حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے خود اپنے پاس حاضر ہونے والے عقیدت مندوں پر مزار پیر مکی پر حاضری کی کوئی شرط عائد فرمائی تھی۔

ایک اور غلط فہمی کا ازالہ

لوگوں میں یہ غلط فہمی بھی عام ہے کہ وہ آپ کو مکئی کی نسبت سے پیر مکئی سمجھتے ہیں اور آپ کے مزار پر سادہ یا بھنی ہوئی مکئی کی نذر اس لئے پیش کرتے ہیں کہ آپ مکئی پسند کرتے یا رغبت سے کھاتے تھے حالانکہ آپ کو مکہ مکرمہ کی نسبت سے پیر مکی کہا جاتا ہے۔

مزارات بیبیاں پاک دامن

مولوی نور احمد چشتی نے مسٹر ولیم کولڈ سٹریم اسٹنٹ کمشنر لاہور کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ۱۸۶۴ء میں ایک پمفلٹ تحقیقات چشتی تحریر کیا جس میں پہلی مرتبہ بیبیاں پاک دامن پر غیر مصدقہ روایات کو تحریر کیا۔

اس میں لکھا گیا کہ مقبرہ میں دفن چھ بیبیاں جن میں سے ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ محترمہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا المشہور بی بی حاج زوجہ حضرت مسلم بن عقیل اور پانچ اور بیبیاں بی بی تاج، بی بی نور، بی بی حور، بی بی گوہر، اور بی بی شہناز جو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ برادر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹیاں ہیں، سیدنا حضرت امام حسین علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق نو محرم الحرام کو

کربلا سے ہندوستان روانہ ہوتی ہیں، ہندوستان روانگی کے وقت ان بیبیوں کے ہمراہ سات سو چار حفاظ قرآن مجید اور ولی بھی تھے۔

اس پمفلٹ میں مزید لکھا کہ لاہور کے راجہ برماستری یا مہاہرن نے ان بیبیوں کو اپنے ہاں طلب کیا، بیبیوں کے انکار پر راجا کا بیٹا بکرماسہائے گرفتار کرنے آ گیا۔ بکرماسہائے جب بی بی حاج کے روبرو ہوا تو بے ہوش ہو کر گر پڑا، جب ہوش آیا تو مسلمان ہو کر وہیں کا ہو کر رہ گیا۔

بی بی حاج نے اس کا نام عبداللہ یا جمال رکھا بعد ازاں عبداللہ خا کی کے نام سے مشہور ہوا اور ان مزارات کا مجاور بن گیا۔

راجہ نے بیبیوں کے اس رویہ کو بغاوت قرار دیا اور ان کو سزا دینے پر آمادہ ہو گیا اس پر بیبیوں نے خوفزدہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا الٰہی زمین کو حکم دے کہ ہمیں امان دے اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرمائی اور زمین پھٹ گئی اور تمام بیبیاں اور وہاں پر موجود چار حافظ قرآن زمین میں سما گئے، اس وقت بیبیوں کے ڈوپٹوں کے پلو زمین سے باہر نظر آتے تھے ان نشانیوں پر قبور بنا دی گئیں۔

تحقیقات چشتی

تحقیقات چشتی میں تحریر کی بنیاد دو باتوں پر ہے ایک تو چھ بیبیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیٹی بھتیجیاں ہونا دوسرے ان کا نویں محرم کو کربلا سے لاہور آنا۔

حقیقت کیا ہے؟

حضرت سیدہ رقیہ کبریٰ رضی اللہ عنہا بنت حضرت علی رضی اللہ عنہ زوجہ حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت سیدہ کبریٰ کا مزار مبارک دمشق (شام) میں موجود ہے۔ حضرت سیدہ رقیہ (صغریٰ) رضی اللہ عنہا کا مزار (مصر) قاہرہ میں ہے۔ (حوالہ تاریخ اسلام از عبدالرحمن شوق)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام پنجاب یونیورسٹی لاہور

اس میں لکھا ہے کہ لاہور کے مزارات ومقابر میں سے قبرستان (مزارات بیبیاں پاک دامن) زمانہ دراز سے مشہور متبرک چلا آرہا ہے لیکن تاریخی طور پر یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اس قبرستان کا آغاز کب ہوا۔

صاحب حدیقۃ الاولیاء (مفتی غلام سرور لاہور م ۱۸۹۰ء) نے بحوالہ تذکرہ حمیدیہ میں لکھا ہے کہ چھٹی صدی ہجری میں کرمان سے ایک عابد بزرگ سید احمد توختہ (م ۶۰۲ ھ) لاہور میں آکر قیام پذیر ہوئے ان کی چھ بیٹیاں تھیں بی بی حاج، بی بی تاج، بی بی نور، بی بی حور، بی بی گوہر، اور بی بی شہناز، یہ سب بڑی عابدہ وزاہدہ تھیں، اپنے والد کی وفات کے بعد جن کا مزار محلہ چہل بیبیاں لاہور میں موجود ہے یہ صاحبزادیاں فصیل سے گرے ہوئے لاہور کو چھوڑ کر اس علاقہ میں قیام پذیر ہو گئیں جہاں اب یہ قبرستان ہے، ان کا سال وفات ۶۱۵ ھ کے بعد کا ہوگا کیونکہ جب چنگیز خان ۶۱۴ ھ جلال الدین خوارزم کا تعاقب کر رہا تھا تو اس وقت ان بیبیوں کی لاہور میں موجودگی کا ثبوت ملتا ہے۔ (حوالہ تاریخ لاہور از رائے بہادر کنہیا لال ص ۳۰۸)

یہ سب بیبیاں اس جگہ مدفون ہیں اور ان کے مزار دو احاطوں میں ہیں پہلے احاطے میں ایک مقبرہ گنبد دار بھی ہے جس کا سن تعمیر ۱۰۱۶ھ ہے اور یہ میراں محمد موج دریا بخاری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۱۳ھ) کے بھائی جلال الدین حیدر بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ہے۔

حقیقت تاریخ کے تناظر میں

جب واقعہ کربلا پیش آیا اس وقت لاہور میں کوئی مسلمان ہی نہ تھا، تو ان بیبیوں کو اپنے وطن سے ہزارہا میل دور آنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور پھر وہ

عورتیں تنہائی اور بے بسی کے عالم میں اتنی دور صحیح سلامت کیسے پہنچ گئیں وہ لاہور کی نسبت کوفہ شام یا حرمین الشریفین میں جا کر زیادہ محفوظ رہ سکتی تھیں جو کربلا سے نزدیک ترین مقامات تھے، لاہور میں تو کوئی ان کی زبان بھی نہ جانتا تھا، پھر تاج، گوہر، شہناز عربی نام نہیں اور نہ ہی اس زمانہ میں عرب میں یہ نام مروج تھے۔

عرب وعجم میں تاریخ وتحقیق سے یہ ثابت ہے کہ جونفوس اہل بیت حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں موجود تھے ان میں سے کسی ایک فرد نے بھی آخری دم تک آپ کا ساتھ نہیں چھوڑا، لہٰذا سید زادیوں کا بحکم سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بزبان سیدنا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا لاہور کی سرزمین پر آنا ایک اضافے کے سوا کچھ نہیں۔

حج وعمرہ

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط
وَ مَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ۔

ترجمہ: ’’اللہ تعالیٰ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے ان لوگوں پر جواس کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو نہ مانے تو اللہ تعالیٰ کو پروا نہیں دنیا بھر کی۔‘‘ (آل عمران ۳:۹۷)

عمرہ ٹکٹ

ایک قرآن اکیڈمی کے ناظم اعلیٰ نے اپنے مدرسہ کے قاری صاحب کو ماہوار تنخواہ دیتے ہوئے کہا کہ آپ اسی رقم سے اپنا پاسپورٹ بنوالیں کیونکہ ہم عنقریب اپنے بچوں کے قرآن مجید حفظ کرنے کی خوشی میں آپ کو عمرہ ٹکٹ دینے والے ہیں اس بات سے قاری صاحب بہت خوش ہوئے اور اپنی پہلی فرصت میں پاسپورٹ بنوالیتے ہیں اور یہ خبر قاری صاحب کے سسرال، عزیز واقارب اور دوستوں میں خوشبو کی طرح پھیل جاتی ہے۔ ادھر قاری صاحب کی حالت ایسی ہے کہ سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے تنہائی ہو یا محفل ہر گھڑی دل دھڑکتا سانس آتی ہے تو آواز گونجتی ہے۔

مری بگڑی بنے سرکار میرے مدنی ماہی
میں بیٹھا واں تیار میرے مدنی ماہی

تقریب کا انعقاد

قرآن اکیڈیمی کے ناظم اعلیٰ نے گلشن راوی کے ایک عظیم الشان بینکوٹ ہال میں تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ ڈیکوریٹڈ ہال کو مزید دلہن کی طرح سجایا گیا ہال میں ایلزبتھ ہاؤس قمقمے، جان ایف کینڈی فانوس دلفریب ترکی جھنڈیاں سعودی گولڈن ستارے، ملٹی کلر پھولوں کی لڑیاں نایاب گلدستوں سے ہال آراستہ کیا گیا تمام عزیز و اقارب رشتہ داروں اور دوستوں کو باقاعدہ کمپیوٹرائز دعوت نامے انٹرنیٹ سروس سے تقسیم کیے گئے۔ تقریب میں شرکت کے لئے مہمان جوق در جوق تشریف لائے مہمانوں کے چہرے خوشی سے چمک رہے تھے۔ تقریب کی کارروائی قلمبند کرنے کے لیے آسمان سے فرشتے بھی اتر آئے تھے۔

سپاسنامہ

تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن مجید سے کیا جاتا ہے اس بابرکت آغاز کے بعد ناظم اعلیٰ سٹیج سے مائیک پر ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

ترجمہ: حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن پاک کی تعلیم حاصل کی اور (دوسروں کو) اس کی تعلیم دی۔" (بخاری شریف)

پھر ناظم اعلیٰ نے فرمایا کہ ہماری قرآن اکیڈیمی میں قرآن پاک ناظرہ وحفظ کی تعلیم بڑے ہی نظم وضبط سے دی جاتی ہے یہ ہماری انتظامیہ کی ان تھک محنت اور طالبعلم کی اپنی ذہانت ہوتی ہے کہ طالبعلم نمایاں کامیابی حاصل کرتے ہیں، البتہ بچوں کی کامیابی و کامرانی میں قاری صاحب کا کوئی نمایاں کردار نہیں ہوتا جس کی تعریف کی جائے۔

نذرانہ عقیدت بحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سپاسنامہ کے فوری ہی بعد میٹھی میٹھی مدنی آواز میں بارگاہ رسالت مآب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نذرانہ عقیدت پیش کیا گیا جس سے حاضرین محفل پر وجد کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اسی عقیدت و محبت کی فضا میں قصیدہ بردہ شریف بینڈ باجہ کی دلفریب دھنوں میں پیش کیا گیا۔ قصیدہ بردہ شریف کے اختتام پر سٹیج سے اعلان ہوتا ہے کہ اب اپنے حفاظ بچوں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہ اپنی زیارت کے لئے سٹیج پر رونق افروز ہوں، حفاظ بچے نہایت ہی عمدہ قیمتی زرق برق سونے چاندی کی کڑھائی والے عربی لباس زیب تن کئے بینڈ باجہ کی دل موہ لینے والی دھنوں کے ساتھ مووی میکرز کے جھرمٹ میں نہایت ہی ادب وسلیقہ سے سٹیج کی طرف بڑھنا شروع کرتے ہیں تو ان پر پھولوں کی منوں پتیوں کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔

ایسا سماں بندھ جاتا ہے کہ حاضرین دنگ رہ جاتے ہیں۔ ناظم اعلیٰ نے مائیک سنبھالتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ میں نے سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے تعمیر کردہ بیت اللہ شریف کے سامنے منت مانگی تھی کہ میرے تینوں بچوں کو جو قاری قرآن پاک حفظ کرائے گا اسے عمرہ کا ٹکٹ دوں گا۔ اس بات پر ہال زبردست تالیوں سے گونج اٹھتا ہے، حاضرین نے خوب داد تحسین پیش کیا کہ ناظم اعلیٰ نے اللہ تعالیٰ سے کیا وعدہ ایفا کر دیا یہ تو دور حاضر کے حاتم طائی ہیں ان کی سخاوت کے چرچے ان کے گھر کے قریب قریب ہی ہیں پھر مائیک پر اعلان ہوتا ہے کہ قاری صاحب سٹیج پر تشریف لائیں تا کہ ان کو بغدادی عمرہ ٹکٹ سے نوازا جائے، ہال نعرہ تکبیر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھتا ہے کوئی کہتا قاری صاحب کتنے خوش نصیب ہیں جو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضری دینے والے ہیں کسی کی زبان بے لگام پر تھا

کہ ناظم اعلیٰ بڑے شاہ خرچ ہیں جنہوں نے سخاوت کے دریا بہادیئے ہیں، ناظم اعلیٰ کی حالت قابل دید تھی وہ اپنی خوشامد سن سن کر سٹیج پر سپرنگ کی طرح اچھل رہے تھے کہ اتنے میں قاری صاحب سٹیج پر پہنچ جاتے ہیں، تالیوں کی گونج میں قاری صاحب کو ایک بند لفافہ جسے نہایت ہی خوبصورت گفٹ پیپر میں پیک کیا گیا تھا خود بینی انداز سے مووی بنواتے ہوئے پیش کیا گیا۔ اب ہال میں قابل دید روح پرور سماں تھا سبحان اللہ سبحان اللہ کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ قاری صاحب کی ٹانگوں میں لرزہ طاری تھا لفافہ وصول کرتے ہی جسم میں کپکپی محسوس کرتے ہیں سوچتے ہیں کہ کہاں میں خطا کار سا بندہ اور کہاں سرور کائنات حضور ﷺ کا در اقدس ان کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو چھلک جاتے ہیں اپنے آپ کو سنبھلتے ہوئے اپنی نشست پر آجاتے ہیں۔

یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن
قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن

اب مائیک سے سالٹ، پیپر اعلان ہوتا ہے کہ معزز مہمانان گرامی سے درخواست ہے کہ وہ غوثیہ لنگر کے لئے علیحدہ علیحدہ میل فی میل دستر خوانوں پر ٹوٹ پڑیں۔ اعلان ابھی مکمل بھی نہیں ہوا تھا کہ آدھا کھانا ختم بھی ہو چکا تھا۔

تھوڑی دیر پہلے جو مہمان سنجیدگی اور ادب کی تصویر بنے بیٹھے تھے اب کھانوں کی لذت اور ورائٹی نے ان کے بچے بھلا دیئے تھے۔ کھانا کھانے کی ترتیب کا بھی خیال نہ رکھا گیا خود غرضی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بعض لوگوں نے رائس صرف اس لئے پلیٹ میں ڈالے تا کہ چکن کا پلاز ازمین بوس نہ ہو جائے بعض لوگوں کا مشور ہوتا ہے کہ جان بنانے کے لئے خوب کھاؤ حالانکہ ایسے موقعوں پر زیادہ کھانے سے جان نہیں بلکہ جان پر بن جاتی ہے۔ پریکٹس کے ابتدائی دور میں ایک مریض نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب۔ محلے میں چہلم کا کھانا کچھ زیادہ ہی کھا لیا ہے تو اس کا کچھ

بندوبست کریں میں نے اسسٹنٹ سے کہا کہ ان کو ایک ڈوز گیسٹر ڈیکس سیرپ پلا دیں مریض بولا معاف کیجئے ڈاکٹر صاحب پینے کی دوائی کی گنجائش ہوتی تو میں مزید ایک لیگ پیس کھا لیتا میرے لئے تو کوئی چاٹنے والی دوائی ہونی چاہیے ایک قاری صاحب جیسے درویش بھی ہیں جو فقر و فاقہ کی زندگی بسر کر رہے ہیں ٹکٹ وصول کر کے قاری صاحب کی بھوک پیاس ختم ہو چکی تھی آپ تو اپنی کرسی پر گہری سوچ میں گم سم تھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ قاری صاحب پر اصحاب کہف کی سی نیند طاری ہے اور اسی حالت میں قاری صاحب تصور ہی تصور میں بینکوٹ ہال کی سیڑھیاں اتر کر سڑک پر آجاتے ہیں اب قاری صاحب خود ہی فرماتے ہیں کہ میں قریب ہی کھڑی ٹیکسی میں سوار ہو کر علامہ اقبال ایئر پورٹ پہنچ جاتا ہوں تمام قانونی ضابطے پورے کر کے لاؤنج میں آجاتا ہوں قریب ہی مسجد میں داخل ہو کر احرام باندھ کر وضو کر کے دو نفل احرام ادا کر کے سر کھول کر عمرہ کی نیت کر لیتا ہوں۔

نیت عمرہ

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ میں نے ارادہ کیا عمرہ کا اس کو میرے لئے آسان
کر دے اور قبول کر لے مجھ سے اور اس کے (ادا کرنے میں)
میری مدد فرما اور اس کو میرے لئے بابرکت فرما۔

اب میرے جسم اور روح میں اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی رضا و خوشنودی کا رنگ غالب ہے۔

اب میں نے خلوص اور انہماک سے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔

تلبیہ

لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ ط لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ ط اِنَّ
الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَکَ وَ الْمُلْکَ ط لَا شَرِیْکَ لَکَ ط

ترجمہ: میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں، میں حاضر ہوں، بے شک تمام تعریفیں اور نعمتیں تیرے لئے ہیں اور ملک بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔

اب میں نے جہاز میں سوار ہو کر بھی اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے ذکر سے تر رکھا۔

جدہ ایئر پورٹ

اب جہاز سے اعلان ہوتا ہے کہ ہم اِنْ شَآءَ اللہ تھوڑی دیر بعد جدہ ایئر پورٹ اترنے والے ہیں مسافروں سے التماس ہے کہ وہ اپنے حفاظتی بیلٹ باندھ لیں اور جب تک جہاز کے دروازے مکمل طور پر کھول نہ دیئے جائیں آپ اپنی نشستوں پر ہی تشریف رکھیں اور جاتے ہوئے اپنا دستی سامان لے جانا نہ بھولیے، میں جدہ ایئر پورٹ سے ٹیکسی میں سوار ہو جاتا ہوں صاف ستھری کشادہ سڑکوں پر ٹیکسی فراٹے بھر رہی تھی مگر میرا شوق زیارت انتہائی بلندیوں پر ہونے سے ٹیکسی مجھے اونٹ گاڑی محسوس ہو رہی تھی آنسوؤں سے لبریز آنکھ جو اوپر اٹھتی ہے تو مسجد حرام کے میناروں پر میری نظر جم جاتی ہے، تلبیہ کا ورد جاری ہے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے ہوئے ٹیکسی سے اتر کر ہوٹل میں آجاتا ہوں مسواک اور غسل کر کے دوبارہ احرام باندھ کر بغیر کچھ کھائے پیئے باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو جاتا ہوں، چند ہی قدم چلنے پر مسجد حرام کے صحن میں بیت اللہ شریف کالے سنہری غلاف میں ملبوس اپنی پوری

جلالت کے ساتھ زائرین کی طواف گاہ بنا ہوا تھا، مرکز فیوض و برکات و تجلیات ربانی پر پہلی نظر پڑتے ہی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں، اللہ تعالیٰ کی تجلیات وانوار الٰہیہ کی بارش ہو رہی تھی۔

کعبۃ اللہ پر میری پہلی نظر

کعبۃ اللہ پر میری پہلی نظر پڑتے ہی آنکھ جھپکنے سے پہلے پہلے بارگاہ رب العزت دعا کے لیے میرے ہاتھ اٹھ جاتے ہیں۔

اے شہنشاہ حقیقی

یہ تیرا اور تیرے محبوب ﷺ کا حرم ہے۔ تو سرور کائنات حضور ﷺ کا وسیلہ جلیلہ پوری امت مسلمہ کے گوشت، خون اور ہڈیوں کو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ سے محفوظ رکھنا۔ (آمین)

جس مقام پر کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑی تھی میں ابھی وہیں کھڑا تھا، مجھ میں اتنی ہمت ہی نہ تھی کہ گناہوں کا بوجھ اٹھائے آگے بڑھوں میری حالت ایسی ہو چکی تھی جیسے کسی مریض کو سکتہ ہو جاتا ہے یہ کیفیت صرف بیت اللہ کے جلال کا اثر تھا ٹانگوں میں لرزہ اپنے برے اعمال کا نتیجہ تھا قریب ہی تھا کہ میں حرم شریف سے بھاگ جاتا کہ کعبۃ اللہ سے صدا آئی!

چلے آؤ، چلے آؤ یہ گھر رحمان کا گھر ہے

اس صدا سے میرے غمگین دل میں ٹھنڈک سی محسوس ہوئی، اب میں نظریں جھکائے نہایت ہی متانت اور عجز و انکساری کا مجسمہ بنے اپنی خطاؤں لغزشوں پر شرمساری سے آنسو بہاتا ہوا تلبیہ کے ورد کے ساتھ کعبۃ اللہ کے اس کونے میں آ گیا

جہاں حجر اسود نصب ہے اس کونے میں پہنچ کر لبیک آخری مرتبہ کہہ کر ختم کر دیا۔ پھر سیدھے ہاتھ کی بغل میں سے احرام کا کپڑا نکال کر بائیں ہاتھ کے کندھے پر ڈال لیا اس عمل کو اضطباع کہتے ہیں۔ حجر اسود کے سامنے اس طرح کھڑا ہوا کہ پورا حجر اسود میرے دائیں جانب ہو گیا پھر طواف کی نیت کی۔

طواف کی نیت

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ اے اللہ تعالیٰ میں نیت کرتا ہوں طواف کرنے کی تیرے مقدس گھر کا، پس تو اسے آسان فرما دے مجھ پر اور انہیں میری طرف سے قبول فرما، ان سات چکروں کو (طواف) جو محض تجھ یکتا عزوجل کی خوشنودی کے لئے (اختیار کرتا ہوں)۔''

طواف کی نیت کرنے کے بعد ذرا سا دائیں جانب اتنا چلا کہ حجر اسود بالکل مقابل ہو گیا، پھر حجر اسود کو ہاتھ سے اشارہ کر کے اسے چوم لیا اسے استلام کہتے ہیں پھر کانوں تک ہاتھ اٹھائے جیسے نماز میں تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں اور یہ پڑھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ ؕ
وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں۔
اور حضور ﷺ پر درود و سلام ہو۔

یہ کہہ کر ہاتھ نیچے کر کے طواف شروع کر دیا، یعنی دائیں طرف کعبۃ اللہ کے

دروازے کی جانب چلنا شروع کیا اور کعبۃ اللہ بائیں ہاتھ کی طرف تھا، حجر اسود والے کونے سے جو طواف شروع کیا تھا وہ یہیں آ کر ختم بھی ہوا اب ایک چکر مکمل ہو گیا۔ اسی پہلے چکر کی طرح سات چکر مکمل کئے اور طواف مکمل ہو گیا۔

طواف کے دوران اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتا رہا کہ "اے پروردگار دین ودنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما اور ہمیں دوزخ سے بچا اور نیک لوگوں کے ساتھ جنت میں داخل فرما، اے بڑے غالب، اے بڑی مغفرت والے اے سب جہانوں کی پرورش کرنے والے۔"

پھر حجر اسود پر آ کر استلام کیا اور سات چکر مکمل کر کے

مقام ملتزم پر حاضری

یہ حجر اسود اور دروازہ کعبہ کے درمیان کعبہ شریف کی شرقی دیوار کا حصہ ہے، یہ قبولیت دعا کا مقام ہے، یہاں دیوار کعبہ سے چمٹ کر اپنا پیٹ دیوار سے لگا کر اور داہنا رخسار دیوار پر رکھا اور کبھی بایاں رخسار دیوار پر لگایا اور اپنے ہاتھ اور ہتھیلیوں کو طول میں سر سے اونچا کر کے دیوار سے لگا کر پھیلا دیا اور بایاں ہاتھ حجر اسود کی طرف چسپاں کر دیا، یہ ہاتھ عرض میں اس طرح رکھا کہ دیوار کعبہ سے چسپاں ہو کر دعا مانگتا ہوں "اے اللہ تعالیٰ ہمارے باپ دادا ماؤں، بہنوں، بھائیوں اور اولاد کی گردنوں کو دوزخ سے آزاد کر دے، اے کرم والے ہمارا انجام بخیر فرما ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے محفوظ فرما۔"

مقام ابراہیم علیہ السلام پر نفل اور دعا

مقام ملتزم کی حاضری کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام پر آ کر دو رکعت نماز طواف واجب ادا کی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ میرے تمام گناہ معاف فرما دے، مجھے

اسلام کی حالت میں موت دے۔

اے اللہ تعالیٰ! تو پوری امت مسلمہ کو اس مقدس مقام کی حاضری پر ہمارا کوئی گناہ معاف کئے بغیر نہ چھوڑ۔

آب زم زم شریف

اس کے بعد میں زم زم شریف پر آ گیا بیت اللہ شریف کی طرف چہرہ کر کے کھڑے ہو کر بسم اللہ پڑھ کر تین سانس میں خوب ڈٹ کر آب زم زم پیا اور الحمد للہ کہہ کر یہ دعا مانگی۔

ترجمہ: ''اے اللہ تعالیٰ! مجھے علم نافع نصیب فرما، اور وسعت اور فراخی کے ساتھ روزی عطا فرما اور ہر بیماری سے شفا دے۔''

سعی صفا پہاڑی و مروہ پہاڑی

آب زم زم سے فارغ ہو کر حجر اسود کا نواں استلام کر کے سعی کی نیت کی۔

''اے اللہ تعالیٰ! میں صفا اور مروہ کے درمیان سات چکروں سے سعی کرتا ہوں محض تیری بزرگ ذات کے لئے، پس میرے لئے اسے آسان کر دے اور مجھ سے وہ قبول کر لے ساتویں چکر کے بعد مروہ پر سعی مکمل ہو گئی۔

اب میں نے مسجد حرام سے باہر آ کر باربر شاپ سے سر منڈوالیا اور احرام اتار دیا اب میرا عمرہ ''حج اصغر'' مکمل ہو جاتا ہے۔

حجر اسود

کعبۃ اللہ کے گرد طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے اور اسی پر ایک چکر

مکمل ہوتا ہے، زائر کے لئے حجر اسود طواف کے ابتدا کی نشانی ہے۔

احتیاط بہت ضروری ہے

حجر اسود کو لوگ محبت سے خوشبو لگاتے رہتے ہیں اس لئے احرام کی حالت میں اس کو نہ ہاتھ لگائے اور نہ بوسہ دے، ہاتھوں سے اشارہ کر کے ہاتھوں کو بوسہ دے لے، اگر کسی شخص نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور اس کے منہ اور ہاتھ کو بہت سی خوشبو لگ گئی تو دم واجب ہوگا اگر تھوڑی لگی تو صدقہ دینا واجب ہوگا۔

بوسہ حجر اسود

جس کا علیٰ وجہ الکمال طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر رکھ کر ان کے بیچ میں منہ رکھ کے یوں بوسہ دیا کہ آواز پیدا نہ ہوئی، میرے لب اس مقام سے مس ہو رہے تھے جہاں حضور ﷺ کے لب ہائے مبارک مس ہوئے آنسوؤں کے ساتھ زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

تجھ سا سیاہ کار کون ان سا شفیع ہے کہاں
پھر وہ تجھی کو بھول جائیں دل یہ تیرا گمان ہے

سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ دونوں لب مبارک کو حجر اسود پر رکھ کر دیر تک روتے رہے پھر التفات فرمایا، تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رو رہے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) یہ رونے اور آنسو بہانے کی جگہ ہے۔''

اے حجر اسود! تو زندہ واللہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

حجرِ اسود کے بارے میں ارشاد فرمایا "خدا کی قسم! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو نئی زندگی دے کر اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گا اور جن بندوں نے اس کا استلام کیا ہوگا اِن کے حق میں سچی شہادت دے گا۔" (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)۔

زیارات مکہ مکرمہ

حضور ﷺ کی جائے پیدائش

مکہ مکرمہ کی زیارات میں میرے نزدیک حضور ﷺ کی جائے پیدائش اولین ترجیح ہونے کی وجہ سے میں کوہ صفا سے سیدھے ہاتھ تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر چلتا ہوں جہاں یہ مقدس مکان تھا اب اس جگہ لائبریری بنا دی گئی ہے۔

سیّدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر

یہ سیدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا وہ مکان ہے جہاں سرورِ کائنات حضور ﷺ نے ہجرت مدینہ منورہ کے وقت تک قیام فرمایا، اسی گھر میں سیدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ولادت ہوئی اس مکان میں اب دار الحفاظ قائم کر دیا گیا ہے جہاں بچے قرآن پاک حفظ کرتے ہیں۔

مسجد (سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا)

یہ مسجد تنعیم میں ہے جہاں سے عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں، مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران عمرہ ادا کرنا ہو تو اپنی رہائش گاہ سے احرام باندھ کر یہاں آئیں اور پھر عمرہ کی نیت یہاں سے کر کے واپس مکہ مکرمہ جا کر عمرہ ادا کرتے ہیں۔

جنت المعلیٰ

یہ مکہ شریف کا مشہور اور تاریخی قبرستان ہے، یہاں پر متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، اولیاء اللہ اور بزرگوں کی قبریں ہیں، یہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی زوجہ ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی آرام فرما ہیں۔ حضرت اسما بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہا بھی اسی قبرستان میں آرام فرما ہیں، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادگان قاسم رضی اللہ عنہ، طاہر رضی اللہ عنہ اور طیب رضی اللہ عنہ کے مزارات ہیں۔

جبل ثور

مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل دور وہ پہاڑی جبل ثور ہے جس کے ایک غار میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے موقعہ پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ قیام فرمایا تھا، غار کافی بلند ہے تقریباً دو گھنٹے میں اس تک پہنچنا ممکن ہوتا ہے۔

غار حرا

مکہ معظمہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر جبل النور واقع ہے۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں درود پاک کا ورد کرتے ہوئے دو ہزار فٹ بلند غار حرا تک پہنچ جاتا ہوں، ہدایت الٰہی کا نور اسی غار سے ساری کائنات میں پھیلا اور جس کے انوار سے تاریکیاں دور ہو گئیں، یہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت پر فائز ہوئے۔ میں نے غار میں داخل ہو کر دو رکعت نوافل ادا کئے پھر غلامی نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سرشار غار کے فرش اور چھت کو چومنے لگ گیا۔ جائے نماز ہٹا کر پلکوں سے فرش صاف کیا اسی تصور میں روتا رہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے جن پتھروں کو مس ہونے کا اعزاز حاصل ہے ممکن ہے میرے جسم میری روح کو بھی مس ہونے کا شرف حاصل ہو جائے۔

مدینہ منورہ کا سفر

اب میں مدینہ طیبہ کی حاضری کے لئے چل پڑتا ہوں میرے ساتھ دستی سامان تو بہت ہلکا ہے مگر گناہوں کا بوجھ بہت بھاری ہے۔

ہمیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ عزیز حضور ﷺ کا ہی تو ارشاد گرامی ہے کہ

''جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت لازمی ہو گئی۔'' (دار قطنی)

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانب طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
کہاں میں اور کہاں اس روضۂ اقدس کا نظارہ
نظر اُس سمت اُٹھتی ہے مگر دُزدیدہ دُزدیدہ

اے اللہ تعالیٰ

میں سیدنا حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہمسایہ اور ادنیٰ سا غلام ہوں تجھے میری اس غلامی اور قربت کا واسطہ کہ تو میری حضور ﷺ کے سامنے حاضری سے پہلے پہلے میرے زندگی بھر کے گناہ معاف فرمادے۔

ٹیکسی کی بریک جو لگی تو آنکھوں میں سما گیا

''گنبد خضرا''

بجلی کی سی تیز رفتار سے ہوٹل پہنچ کر غسل کیا پھر پاکیزہ کپڑے تبدیل کیے اور مسواک کر کے میں گنبد خضرا کی جانب چل پڑتا ہوں۔ مجھے ولی کامل سے مدنی خوشبو

تحفہ میں مل جاتی ہے۔ میری زبان درود پاک سے تر اور میں ادب وانکساری کا مجسمہ بنے مسجد نبوی کے ابتدائی دروازے سے چلتے ہوئے باب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قریب پہنچ جاتا ہوں، گناہوں نے میری کمر توڑ رکھی ہے پریشان ہوں کہ کس منہ سے مسجد نبوی شریف میں داخل ہو سکتا ہوں، ٹانگیں فریز ہو چکی ہیں ٹانگوں نے آگے بڑھنے سے معذوری ظاہر کر دی ہے۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یا حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

غلام حاضر ہے، غلام حاضر، غلام............

گناہوں کے صدمہ سے میری آواز بند ہو جاتی ہے، داخلہ کی اجازت کے انتظار میں میں تھا کہ

کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ

کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بندہ پروری ہے کہ مجھ سا سیاہ کار ریاض الجنہ میں پہنچ گیا ہے۔ الحمدللہ!

دو رکعت نماز تحیۃ المسجد دل بے تاب نے بڑی بے قراری سے ادا کیے، پھر ذوق وصل نے جوش مارا اور اپنے رومال سے گناہ آلود چہرہ چھپا کر نہایت ہی ادب واحترام، عجز وانکساری کا پیکر بنے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بڑھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ کتنا رحیم وکریم ہے کہ جو اپنے خطا کار بندے کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلا رہا ہے کہ اس کے گناہگار بندے اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوں پھر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ میری خطائیں معاف ہو چکی ہیں اور اب میرے دل پر نور کی بارش ہو رہی تھی جس رومال سے چہرہ چھپایا ہوا تھا اب وہ غائب ہو چکا تھا اسے ڈھونڈنے کی کافی

کوشش کی مگر ناکامی ہوئی، یہی تو میری خوش نصیبی ہے۔

هُوَ الْحَبِيْبُ الَّذِىْ تُرْجٰى شَفَاعَتُهٗ
لِكُلِّ هَوْلٍ مِّنَ الْاَهْوَالِ مُقْتَحِمٖ

ترجمہ: وہ اللہ تعالیٰ کے ایسے حبیب، دوست ہیں کہ ان ہی سے شفاعت کی امید ہے، ہر خوف کے وقت اور جو بھی آنے والے خوف ہیں۔

اب مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے رحمت عالم نور مجسم آپ ﷺ اپنا چہرۂ انور مجھ خطا کار کی طرف کئے ہوئے ہیں اور میں کمال ادب سے آنکھیں نیچی کئے سر جھکائے اس تصور میں کھڑا ہوں کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں حیات ہیں اور میری معروضات سن رہے ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

عاشقوں کے عشق کی منزل محبوب کائنات حضور ﷺ کا آستانہ ہے۔

جسے چاہا در پہ بلا لیا جسے چاہا اپنا بنا لیا
یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

دل آنکھوں کو کہتا ہے

کہ دیکھو تم کتنی خوش نصیب ہو کہ آج تم اس در پر پہنچی ہو جہاں سرور دو جہاں حضور ﷺ اپنے دو رفقاء کے ساتھ آرام فرما ہیں۔

یہ منزل عشق ہے اس لئے اے دل

ذرا روح کی آنکھ کو کھول اور اپنے من میں ڈوب کر چشم باطن سے رخ مصطفیٰ ﷺ کو دیکھ اور بعد درود و سلام پیش کر اور پھر دیکھ غور کر یہ وہی حلیہ مبارک ہے جسے تو

سیرت کی کتب میں پڑھ کر جدائی میں رویا کرتا تھا۔

آپ ﷺ کو درود و سلام پیش کر کے دو قدم داہنے ہٹ کر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور سلام پیش کیا، پھر مزید دو ہی قدم داہنے ہٹ کر سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کی اور سلام پیش کیا۔

حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ستّر ہزار فرشتے صبح ستّر ہزار فرشتے شام درود و سلام پیش کرتے ہیں جو فرشتہ ایک بار حاضری دے گیا قیامت تک اس کی دوبارہ باری نہ آئے گی، فرشتوں سے مصافحہ کرتے ہوئے میں بھی حضور ﷺ کے قدمین شریفین کو بوسہ دینے سبز جالیوں کے پاس بیٹھ جاتا ہوں مجھے سب سے زیادہ سکون اسی مقام پر ملتا ہے۔

محبت اپنی اپنی

عقیدت اپنی اپنی

سبز جالیوں کے پاس روضہء اقدس سے صرف دو ہی فٹ کے فاصلہ پر ہوں میرے دل کی کیفیت کچھ اس طرح ہو رہی تھی کہ امام احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ کی روح نے میری مدد فرمائی۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدے کو دل ہے بے قرار

روکیے سر کو روکیے ہاں یہی امتحان ہے

بکمال محبت سے درود پاک سے دل جھوم رہا ہے حضور ﷺ اور دل نور اور بشر عربی و عجمی ایک ہو گئے ہیں، روضہ اقدس کی ڈیوٹی پر مامور پہرے دار آپس میں گفت و شنید میں مصروف ہو جاتے ہیں موقعہ غنیمت سمجھا آنکھ جھپکنے میں ہی مدنی خوشبو سبز جالیوں سے اندر ڈال دی مجھے یوں محسوس ہوا کہ ہمارے پیارے آقا حضور ﷺ مجھ سے خوش ہو گئے ہیں، اپنے سر کی ٹوپی اتار کر جالیوں سے رگڑتا رہا جب پہرے

داروں کی گفتگو مکمل ہو گئی تو ٹوپی فوراً سر پر رکھ لی میں دل ہی دل میں محسوس کر رہا تھا جیسے میری اس محبت بھری حرکت کو حضور ﷺ اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی دیکھا اسی خوشی میں میری چالیس نمازیں مسجد النبی ﷺ میں مکمل ہو جاتی ہیں۔

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

زیارات مدینہ منورہ

مسجد قباء

مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر جو آبادی ہے اسے قبا کہا جاتا ہے۔ ہجرت مدینہ کے زمانے میں یہاں انصار کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ اس وقت عمر بن عوف کے خاندان کے سربراہ کلثوم بن الہدم تھے۔ آپ ﷺ نے ان ہی کے ہاں چار دن تک قبا میں قیام فرمایا تھا اور وہیں اپنے دست مبارک سے مسجد قبا کی بنیاد رکھی تھی، اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے یہی مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ مسجد قبا میں دو نفل نماز پڑھنے کا ثواب ایک مقبول عمرہ کے برابر ہے روحانی طور پر مجھے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے میں نے اس مسجد میں حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء میں دو نفل ادا کئے ہیں آپ نے شفقت فرمائی اور جیسے مجھے دیگر زیارات میں بھی اپنے ساتھ ملا لیا ہو۔ آپ کی روح خوشبو کے ساتھ میرے سنگ۔

مسجد قبلتین

یہ مسجد مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے یہ مسجد تاریخ اسلام میں بڑی اہمیت رکھتی ہے، ابتدا میں مسلمان نماز بیت المقدس کی طرف رخ کر کے ادا فرماتے تھے، مدنی زندگی کے ابتدائی ایام میں بھی بیت المقدس ہی قبلہ تھا۔ آپ ﷺ بنو سلمہ کی مسجد میں نماز کی دو رکعتیں پڑھا چکے تھے کہ تیسری رکعت میں یکا یک

وحی کے ذریعہ تبدیلیٔ قبلہ کی آیت نازل ہوئی اور اسی وقت آپ ﷺ کی اقتداء میں جماعت کے تمام لوگ بیت المقدس سے کعبہ شریف کے رخ پھر گئے۔ اس طرح ایک نماز کی دو رکعتیں بیت المقدس کی جانب اور دو رکعتیں کعبۃ اللہ کی جانب ادا فرمائی گئیں۔ اسی لئے اس مسجد کو مسجد قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد کہا جاتا ہے۔

سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سلام ادب

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں سلام ادب پہلے حجرہ شریف کی طرف نظریں جھکائے عرض کیا۔

سیدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر اطہر کے متعلق تین روائتیں ہیں، ایک تو یہ کہ آپ کی قبر مبارک مسجد نبوی شریف میں ہے، دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کی قبر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے قریب ہے اور تیسری روایت یہ ہے کہ جنت البقیع کے دروازے کے پاس بیت الحزن میں ہے میں نے تینوں جگہ حاضری دی اور سلام ادب پیش کیا۔

جنت البقیع

یہ مسجد نبوی کے بالکل قریب ہی قبرستان ہے، یہاں حاضر ہو کر دعا مانگی ''سلام ہو آپ پر اے اہل بقیع اے عالی بارگاہ والو! آپ ہم سے پہلے چلے گئے اور ہم اِن شاءاللہ تعالیٰ آپ سے ملنے والے ہیں، خوشخبری حاصل کرو کہ قیامت آنے والی ہے، نہیں شک اس میں اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ زندہ کر کے اٹھائے گا قبر والوں کو، مانوس بنا لے اللہ تعالیٰ آپ کو اور معزز فرمائے آپ کو اس قول کے ساتھ کہ میں گواہی دیتا ہوں، یہ کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے وہ ایک ہے، نہیں کوئی شریک اس کا اور گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

مدینہ طیبہ سے واپسی

مدینہ طیبہ سے رخصت ہونے سے پہلے مسجد نبوی شریف میں دو رکعت نماز
نہایت ہی اداسی سے ادا کی پھر میں نے آپ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضری دی
آپ ﷺ اور سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جدائی پر
آنسو جاری ہو جاتے ہیں (افسوس) رخصت اے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہائے
جدائی اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نہ بنائے اللہ تعالیٰ میری اس زیارت کو آخری زیارت اور
نہ آپ ﷺ کی ذات اور نہ آپ ﷺ کی زیارت سے اور نہ آپ ﷺ کے سامنے
حاضری سے۔

مگر خیر و عافیت اور تندرستی اور سلامتی کے ساتھ۔
یہ کہ اگر میں جیتا رہا تو اِن شآء اللہ تعالیٰ حاضر ہوں گا آپ ﷺ کی خدمت
میں اور اگر مر گیا تو امانت رکھتا ہوں میں آپ ﷺ کے پاس اپنی گواہی، اور اپنی امانت
اور اپنا عہد و پیمان اپنے اس دن سے لے کر قیامت کے دن تک اور وہ گواہی اس بات
کی ہے کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ تعالیٰ کے جو ایک ہے، کوئی اس کا شریک نہیں اور
گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پاک
ہے آپ ﷺ کا رب عزت والا اس سے جو (کافر) کہتے ہیں اور سلام ہو رسولوں پر
اور تمام تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے جو پروردگار ہے کل جہانوں کا، فرمایا رسول اللہ ﷺ
نے جس نے زیارت کی میری قبر کی، ضروری ہو گئی اس کے لئے میری شفاعت، اور''
فرمایا نبی ﷺ نے، جس نے زیارت کی میری قبر کی میرے وصال کے بعد گویا اس
نے زیارت کی میری، میری زندگی میں۔'' (شعب الایمان للبیہقی، معجم کبیر و معجم اوسط
للطبرانی)

(افسوس) اداسی، رخصت، جدائی اے اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ۔
ہائے جدائی! یارسول اللہ ﷺ۔
اے اللہ تعالیٰ ایسی بخشش فرما جو کسی گناہ کو باقی نہ چھوڑے۔
یارسول اللہ ﷺ میری یہ حاضری آخری نہ ہو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

آپ ﷺ کی جدائی کا صدمہ برداشت نہیں ہو رہا تھا کہ اب میری شدت غم سے آہ نکل جاتی ہے اور پھر کیا دیکھتا ہوں کہ بینکوٹ ہال کے مینجر صاحب میری کرسی کے قریب کھڑے ہیں اور مجھ سے مخاطب ہیں کہ قاری صاحب آپ نے کھانا بھی نہیں کھایا اور آپ کے ساتھی مہمان کافی دیر پہلے ہی جا چکے ہیں۔ اب قاری صاحب مینجر صاحب سے اجازت لے کر گھر آجاتے ہیں اور سب عزیز دوستوں کو عمرہ ٹکٹ ملنے کی خوشخبری سناتے ہیں والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ بیٹے مجھے ٹکٹ تو دکھائیں جب خوبصورت پیکٹ کھولا گیا تو اس سے نہایت ہی بوسیدہ ٹکٹ برآمد ہوتا ہے جو کسی زمانے میں بحری سفر حج میں استعمال ہوتا تھا۔ اب قاری صاحب سخت پریشان تھے ساری رات کروٹیں لیتے گزر گئی۔ صبح ہوئی تو ناظم اعلیٰ سے شکوہ کیا کہ یہ میری توہین ہے تو وہ سیخ پا ہو گئے اور کہنے لگے ابھی اور فوری اپنی گدڑی اٹھاؤ اور اکیڈیمی سے نکل جاؤ میں اب تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کر سکتا تم ہو ہی بدنصیب تمہارے نصیب میں نہ حاضری روضہ رسول ﷺ ہے اور نہ ہی اولاد۔

تم نے سب لوگوں کے سامنے مجھے رسوا کیا ہے اب تمہاری یہی سزا ہے کہ میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ نکل جاؤ یہاں سے۔

اب قاری صاحب نے اپنا سامان رکشا میں رکھا اور واپس اپنے گھر آجاتے ہیں۔
قاری صاحب فرماتے ہیں کہ

میں اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کے وسیلہ سے اپنی نادانی کی معافی
مانگتا ہوں کہ میں نے خالق کو چھوڑ کر مخلوق پر بھروسہ کیا۔

میری بگڑی بنے سرکار میرے مدنی ماہی
میں بیٹھا واں تیار میرے مدنی ماہی

ناظم اعلیٰ کے لئے صائب مشورہ

ناظم اعلیٰ کو چاہیے کہ وہ اپنی زیادتی پر اللہ تعالیٰ سے ڈر جائے، غرور، تکبر، ضد، ہٹ دھرمی چھوڑ دے قاری صاحب نے تو اپنا مقدمہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دائر کر دیا ہے۔

اور جو لوگ

دنیا کے دکھاوے کے لئے اپنا مال خرچ کرتے ہیں، وقتی داد تحسین تو حاصل کر لیتے ہیں مگر ان کا یہ عمل بالکل اکارت، قبیح اور موجب غضب الٰہی ہے۔

دوسرے وہ لوگ

محض اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی نیت سے خرچ کرتے ہیں ان کے لئے ان کا یہ عمل سراسر باعث برکت ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ نِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ عَلٰی اٰلِہٖ
وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ۔

گلہائے عقیدت بحضور رسالت مآب آپ ﷺ

میری بگڑی بنے سرکار ﷺ میرے مدنی ماہی
تیواں صدقے لکھ لکھ وار میرے مدنی ماہی

آج حسن حسین علی تے زہرا دے صدقے
کرو سب دا بیڑا پار میرے مدنی ماہی ﷺ

ہووے حکم مدینے آون دا میتوں وی آقا
میں بیٹھا واں تیار میرے مدنی ماہی ﷺ

دن رات جنہاں نے آپ ﷺ دے قدماں نوں چمیاں
میں تکساں اوہ بازار میرے مدنی ماہی

ہر دم ظہور تساں دی خیرات ایہہ منگے
مینوں سد لو بس اک وار میرے مدنی ماہی

(قاری ظہور احمد چشتی)

گردش لیل و نہار

بے شک آسمانوں اور زمین کے بنانے میں رات اور دن کے بدل بدل کر آنے میں عقل والوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لوگوں کو آسمان اور زمین کے متعلق غور و فکر کی دعوت دی ہے تا کہ انسان سوچے اور غور کرے کہ یہ آسمان کی وسیع نیلگوں اور بلند چھت جو بغیر ستونوں کے قائم ہے اور زمین کا وسیع و عریض فرش کیسے بنا ہے اور اس کا بنانے والا کون ہے؟ اور انسان اس بات پر بھی غور کرے کہ رات کو دن اور دن کو رات میں کون بدلتا ہے اور یہ گردش لیل و نہار کا سلسلہ جو ازل سے قیامت تک چلے گا اس کے پیچھے کس کا دست قدرت کارفرما ہے تو انسان کو ماننا پڑے گا کہ خالق حقیقی کی ذات کے علاوہ اور کوئی ہستی نہیں یا جسے عقل تسلیم کرے۔

اللہ تعالیٰ کی چادرِ رحمت

اے ایمان والو:۔ اللہ تعالیٰ کے پیارے بندو! کیا کبھی آپ نے تفکرات سے آزاد ہو کر اس بات پر غور کیا ہے کہ رات کیا ہے؟ میں تو محبت سے رات کے اس اندھیرے کو اللہ تعالیٰ کی چادرِ رحمت ہی کہوں گا۔ یہ کیسی حیرت انگیز سیاہ چادر ہے جو غروب آفتاب کے بعد کرہ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے، خود سیاہ ہوتے ہوئے بھی کسی چیز کو سیاہ نہیں کرتی، یہ نہ کپڑے سیاہ کرے نہ جسم کو سیاہ کرے نہ اس کی گرمی محسوس ہو نہ سردی کا احساس دلائے اس کا کوئی جسم نہیں جس سے کوئی رکاوٹ محسوس

ہو، اور نہ ہی زندگی کے معمولات متاثر ہوں رات کی تاریکی میں بھی زندگی رواں دواں ہے۔

کبھی زمانہء جنگ میں ملکی حفاظت کے لئے بلیک آوَٹ کر دیا جاتا تھا۔اب اس جدید دور میں تاریکی بمباری میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

سبحان اللہ! پو پھٹتے ہی چادر ایک کونے سے دوسرے کونے تک لپیٹ دی جاتی ہے اس سیاہ چادر کو لپیٹنے والا نظر نہیں آتا، غالباً اسے فرشتے ہی لپیٹتے ہوں گے، میرا یہ بھی خیال ہے کہ یہ بارش سے دھل بھی جاتی ہے، اس نظام ہستی کو کون چلا رہا ہے۔

وہی خدا ہے، وہی خدا ہے۔

سورج کی روشنی

اللہ تعالٰی کے حکم سے سورج جب اپنی آنکھ کھولتا ہے تو اس کی روشنی سے کائنات کا ذرہ ذرہ جگمگا اٹھتا ہے، اللہ تعالٰی کے سوا کوئی ایسی ہستی نہیں جو ایسی روشنی کر سکے۔

دنیا کے سائنسدان اپنی جدید ٹیکنالوجی بروئے کار لاتے ہوئے بھی ایسی روشنی کرنے سے قاصر ہی ہیں، بالآخر سائنسدان اپنی بے بسی کا اعتراف کرتے ہوئے پکار اٹھیں گے۔

''سفید اس کا سیاہ اس کا نفس نفس ہے گواہ اس کا''

باکمال لوگ لاجواب پرواز

شرافت علی بہت بلند اخلاق، محنتی، ایماندار اور علم وادب کا روشن ستارہ ہیں، کسی عزیز واقارب سے ملاقات کے لئے ان کے گھر جاتے تو خاتون خانہ سے شرماتے ہوئے نظریں اس قدر جھکا لیتے کہ ان کے اس معصومانہ انداز کو دیکھ کر بڑے

بڑے صوفی لوگ بھی شرما جاتے۔ شرافت علی عوام الناس کی بے لوث خدمت کرنے کے لئے راؤنڈ دی کلاک چاق وچو بند رہتے ہیں تقسیم برصغیر ہند کے وقت ان کے نصیب میں سکھوں کا مکان آیا اور اس مکان سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دور کی سائیکل بھی برآمد ہوئی اب یہ سائیکل محلہ داروں کے لئے وقف کر رکھی ہے، محلہ دار اسے استعمال کر کے چپکے سے گلی میں رکھ جاتے ہیں اِس کی کی مرمت وغیرہ بھی بیچارے یہ خود ہی کراتے رہتے ہیں چونکہ یہ سائیکل وقف کر رکھی ہے اس لئے خود اپنے دفتر جانے کے لیے مین روڈ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور موٹر سائیکل سوار کو اس محبت سے اشارہ کرتے ہیں کہ ان کی موٹر سائیکل کی بریک اِن کے قریب آ کر فیل ہو جاتی ہے پھر یہ موٹر سائیکل پر سوار ہو جاتے ہیں یوں محسوس کرتے ہیں جیسے پٹرول اپنی جیب سے ڈلوایا ہو ان کی ایک زبردست خوبی یہ بھی ہے کہ موٹر سائیکل سوار کو خلوص دل سے دعائیں دینا شروع ہو جاتے ہیں وہ بیچارا ان کا خلوص دیکھتے ہوئے اپنے دفتر لیٹ ہو جاتے ہیں مگر ان کو راستہ میں ڈراپ نہیں کرتے بلکہ ان کو منزل مقصود تک چھوڑتے ہیں۔ لفٹ لے کر شکریہ ادا کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے
آتے ہیں جو کام دوسروں کے

روٹین میں ایک روز دفتر سے فارغ ہو کر لاجواب پرواز کے انتظار میں سڑک کے کنارے کھڑے ہو جاتے ہیں، قریب سے گزرتے ہوئے موٹر سائیکل سوار کو نہایت ہی ادب سے سلام کرتے ہیں وہ ان کو جونیئر چھتری والا بابا سمجھتے ہوئے موٹر سائیکل پر بٹھا لیتے ہیں۔

موٹر سائیکل کو حادثہ پیش آنا

ٹریفک بے ہنگم اور رش زیادہ ہونے کی وجہ سے موٹر سائیکل پک اپ کے

ساتھ ٹکرا کر انتہائی کوشش کے باوجود الٹ جاتی ہے موٹر سائیکل مالک ہمت کر کے کھڑا ہو جاتا ہے اور موٹر سائیکل کو سٹینڈ پر لگا کر شرافت علی کی طرف بڑھتا ہے ان کو بے ہوش دیکھ کر خود بھی بیچارا مصیبت کا مارا حواس باختہ ہو جاتا ہے۔

جائے حادثہ پر لوگوں کا جم غفیر

جائے حادثہ پر لوگوں کا جم غفیر ہو جاتا ہے ایک راہ گیر کہتا ہے ایدھی سنٹر ایمبولنس کے لئے کال کرو تا کہ ان کو فوری میڈیکل ایڈ دی جا سکے رسک لینا خطرہ سے خالی نہیں یہ بات سن کر بیچارا موٹر سائیکل کا مالک پریشان ہو جاتا ہے سوچتا ہے، ہسپتال جانا تو معاملہ سنگین ہی ہے پھر وہاں پولیس سے بھی آمنا سامنا ہوگا جس کا۔

''فرض ہے مدد اپنی ہی اپنی۔''

دوسرا راہ گیر مشورہ دیتا ہے''مجھے پیسے دو میں ان کے لئے گرم گرم دودھ دیسی گھی ملا کر لاتا ہوں۔''

تیسرا راہ گیر بولا: تم سب لوگ نکمے ہی ہو مشورے ہی دیئے جا رہے ہو کام کی بات تو کوئی کرتا ہی نہیں ارے او خیر خواہو ان کو موتی بازار کی لیڈیز نئی جوتی سنگھاؤ۔

آخر میں ایک راہ گیر ارشاد فرماتا ہے''اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو کیونکہ میرا تجربہ تم سب لوگوں سے زیادہ ہے۔''

یہ تو کنگلہ ہی ہے، اس آخری راہ گیر کے متعلق۔

لوگ چہ مگوئیاں کرنے لگے یہ تو ایکسپرٹ جیب تراش ہی ہے غالباً اس نے ان کے گرتے وقت لوگوں کے ہجوم سے پہلے پہلے ہی جیبیں چیک کر لیں ہوں گی۔

بچارا موٹر سائیکل سوار نیکی ہی کی وجہ سے سخت آزمائش میں ہے، آخر جوش ایمانی سے شرافت علی کے بازو کو ذرا زور سے جھٹکا دیتا ہے اور زبان سے کہتا ہے۔

''ہمت مرداں مدد خدا۔''

تو شرافت علی آنکھیں کھول لیتے ہیں لفٹ دینے والا پوچھتا ہے۔
باؤ جی خیریت ہے نا کوئی چوٹ وغیرہ تو نہیں آئی، شرافت علی بالکل نہیں آخر کیا معاملہ ہوا ہے؟ موٹر سائیکل کا مالک کہتا ہے ہمارا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے شرافت علی نے کہا مجھے تو کوئی خبر نہیں، میں تو خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا کیونکہ میں وقت ضائع نہیں کرتا لفٹ لے کر اسی طرح اپنی نیند پوری کر لیتا ہوں جو لوگ وقت کی قدر نہیں کرتے وہ ناکامی کی اتھاہ گہرائیوں میں کھو جاتے ہیں، موٹر سائیکل سواران کو اِن کے گھر کی دہلیز تک پہنچا دیتے ہیں، شرافت علی تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی مشورہ دیتا ہے کہ آئندہ اگر کبھی پھر میں اشارہ کروں تو گھبرانا نہیں اللہ توکل لفٹ دے ہی دیا کریں یہ کہہ کر اپنے گھر خوشی خوشی داخل ہو جاتے ہیں۔

شادی نہیں سالگرہ ہے

اسلامی معاشرہ میں عموماً والدین ہی اپنی اولاد کی شادی کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں، اگر والدین اس مقدس فریضہ کی ادائیگی سے پہلے ہی اس دنیا فانی سے رختِ سفر باندھ لیں تو پھر اولاد کو سخت مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑتا ہے، امریکہ سے ایک پاکستانی باشندہ اپنے بیٹے کی شادی کے لیے پاکستان آیا تو اس کے امریکی دوست اس بات پر ششدر رہ جاتے ہیں کہ مسلم معاشرہ بھی عجب سوسائٹی ہے جو اپنے بچوں کی شادی کے معاملہ میں اسلامی اصولوں سے ذرا بھر بھی انحراف نہیں کرتا۔
شرافت علی کے ساتھ بھی کچھ اس طرح کے حالات ہی پیش آتے ہیں بچپن میں والدین کا سایہ سر سے اٹھ جاتا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق کے رحم و کرم سے اپنی تعلیم مکمل کر لیتے ہیں۔
اللہ تعالیٰ رازق ہے ان کو سرکاری ملازمت بھی مل جاتی ہے اسی طرح بے فکری اور خوشحالی میں سورج طلوع اور غروب ہوتا رہتا ہے۔ کوئی بھی ان کی شادی کی

ذمہ داری نہیں اٹھاتا مگر شرافت علی بلند اخلاق فہم و ادراک اعلیٰ وارفع ہونے کی وجہ سے ان کا نظریہ ہے کہ۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں۔

جب کبھی ان کے کسی بھی دوست کے گھر لائیٹنگ ہوتی تو یہ قدرے پریشانی کے عالم میں اپنے مخلص دوستوں سے تذکرہ کرتے کہ دیکھئے نا میرے تمام دوستوں کی شادی باری باری ہو رہی ہے مگر میری شادی کی پٹڑی ہی اکھڑ گئی ہے دوست بھی مخلص ہونے کے ناطے ان کو اس طرح مطمئن کرتے کہ ''ہم نے لائیٹنگ والے گھر جا کر معلومات حاصل کی ہیں اور قریبی ہمسایوں سے بھی انکوائری کی تو سب نے یہی کہا کہ لائیٹنگ والے گھر کوئی شادی وغیرہ نہیں البتہ ایک نو بیاہتا جوڑے کی دس سالہ سالگرہ ہونیوالی ہے، شرافت علی دوستوں کی بات سن کر ٹھنڈی سانس لیتے اور خاموش ہو جاتے۔ اور چھٹی کے روز اکثر دوستوں کے گھروں کے باہر ہی باہر کھیلتے بچوں سے معلومات کرتے رہتے۔ بچے بھی سمجھ دار ہو گئے تھے، تو وہ بھی ان کی دل آزاری نہ کرتے بلکہ ان کے لئے دعائیں کرتے اکثر بچے یک زبان ہو کر کہتے۔

'ہمارے انکل جی بنیں گے دولہا،

'ہے جمالو ہے جمالو

شادی خانہ آبادی

چونکہ اس دنیائے ہست و بود کا مالک و شہنشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے وہی وحدہٗ لاشریک پوری کائنات کا نظام چلا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے بے حد محبت ہے، اپنی مخلوق سے محبت ہی کی وجہ سے اسے شرافت علی کی تنہائی و بے بسی پر ترس آ جاتا ہے۔

شادی کیمپ

مشیت ایزدی سے شرافت علی کی ہمشیرہ لندن سے لاہور پہنچ جاتی ہیں اس

مرتبہ یہ طوفانی دورہ شرافت علی کی شادی کے لئے ہی وقف ہوتا ہے لندن سے پی آئی اے کی پرواز پر سوار ہوتے ہوئے اپنے ساتھ پونڈز کی کالی گٹھڑی بھی ہینڈ کیری میں رکھ لیتی ہیں لاہور پہنچ کر اپنے بڑے بھائی کے گھر کے صحن میں شادی کیمپ لگا لیتی ہیں۔

شرائط رشتہ ازدواج

شادی کیمپ مین گیٹ پر چند اہم شرائط لکھوا دی جاتی ہیں جن میں سے چیدہ چیدہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ امیدوار دلہن تعلیم، عمر، رنگ کی کوئی قید نہیں، البتہ قد چار فٹ سے کم ہرگز ہرگز قابل قبول نہ ہوگا۔

۲۔ وقت کم کام زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈائریکٹ شادی ہی ہوگی منگنی کے خواہشمند والدین شادی کیمپ سے پچاس فٹ دور ہی رہیں۔

۳۔ امیدوار دولہا کی عمر، دفتر کا عہدہ، تنخواہ اور صحت کا راز جاننے کی عام اجازت ہوگی البتہ اصل شناختی کارڈ چھ فٹ دور سے دیکھنے پر کوئی پابندی نہ ہوگی۔

بالآخر رشتہ ازدواج طے ہو جاتا ہے

شرائط رشتہ ازدواج نہایت ہی نرم و نازک ہونے کی بنیاد پر رشتہ طے ہو جاتا ہے، اور کسی پریشانی سے بچنے کے لئے ایک لیڈی بوتیک ایڈوائزر کو امیدوار دلہن کا قد چیک کرنے کے لیے رات کی تاریکی میں دلہن کے گھر بھیجا جاتا ہے تاکہ یہ معاملہ صیغہ راز ہی رہے۔ بوتیک ایڈوائزر رپورٹ کی روشنی میں قد قابل قبول ہوتا ہے اور رشتہ ازدواج فولاد کی طرح مضبوط و مستحکم ہو جاتا ہے۔

شادی کی تیاری عروج پر

رشتہ ازدواج مضبوط بنیادوں پر طے ہونیکی صورت میں گھر میں شادی کی

تیاری عروج پر ہو جاتی ہے، اپنی پہلی فرصت میں شرافت علی کی ہمشیرہ پونڈز گٹھڑی کا نصف منہ کھول کر اِن کو مکان خرید دیتی ہیں تا کہ میاں بیوی اس طرح رہیں جہاں کوئی بندہ ہووے نہ بندے دی ذات، پھر محلے کا رکشا پندرہ دن کے لیے کرایہ پر لے لیتی ہیں۔ رکشا کی سہولت کے پیش نظر سوہا بازار چوک رنگ محل کشمیری بازار بابر مارکیٹ پینوراما، اچھرہ تو کبھی لبرٹی شاپنگ سنٹر سے شاپنگ ہو رہی ہے، شادی کی خبر دور دور تک خوشبو کی طرح پھیل جاتی ہے، ہمشیرہ صاحبہ کو نہ بھوک ستاتی ہے نہ پیاس رکشا میں بیٹھے بیٹھے ہی کبھی شوارما تو کبھی برگر گورمے کی سوا دو لیٹر کوک تو ختم ہوتی ہی نہیں، محترمہ ہمشیرہ صاحبہ کو سر کھجانے کی فرصت نہیں حالانکہ بھتیجیوں کے ساتھ سونے سے سر میں جوئیں پڑ گئی ہیں، خود تھکاوٹ دور کرنے کے لے میتھائی کو بال METHYCOBAL انجکشن لگوا لیتی ہیں تو رینجرز کے سلامی دینے والے دستے کی طرح چاق وچوبند Methycobal ہو جاتی ہیں، پونڈز گٹھڑی نے ان کی عزت و وقار کو چار چاند لگا دیئے ہیں ہر کوئی ان کی پونڈز گٹھڑی کو للچائی نظروں سے دیکھتا ہے، دانشور ہونے کی وجہ سے اپنی پونڈز گٹھڑی کو کالے کپڑے میں ہی لپیٹے رکھتی ہیں۔

دعوتِ عروسی

شرافت علی کی شادی پر ٹائم کی کمی کے پیش نظر شادی کارڈ نہیں چھپوائے جاتے میرے کلینک شرافت علی تشریف لاتے ہیں فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب روانگی بارات ٹائم تاریخ نوٹ فرما لیں اور احتیاطاً گھر سے نکلتے وقت دوپہر کو پھر ناشتہ کر لیں، ممکن ہے لاپرواہ مہمانوں کی وجہ سے بارات تھوڑی لیٹ ہو جائے۔

شادی کیمپ میں الو بول رہے تھے

میں دوپہر دو گھنٹے پہلے ہی کلینک سے گھر آجاتا ہوں بچوں کو ناشتہ کا آرڈر

دیتا ہوں بچے پوچھتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں ابو جی ناشتہ میں نے جواب دیا ہاں بیٹے ناشتہ دوبارہ لے آئیں کیونکہ شادی کی دعوت اسی طرح ہے، دوسرے مجھے ٹائم کی پابندی کا بھی کہا گیا ہے۔

شادی کیمپ میں چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے اُلو قبضہ جمائے مہمانوں کے انتظار تک ملی نغمے پیش کر رہے تھے ان کے پاس جدید ترین میوزک آلات تھے۔ پشتو، بلوچی سندھی اور پنجابی ملی نغموں کے ساتھ ڈانس بھی کر رہے تھے ان چاروں صوبوں سے تعلق رکھنے والے گروپ آپس میں اخوت ہمدردی اور یکجہتی کا مظاہرہ کر رہے تھے فن کی بلندیوں کو چھوتے ہوئے آخر میں سبز اور سفید رنگ کی آبشار پیش کرتے ہیں۔

جیوے جیوے.......... جیوے پاکستان
پاکستان پاکستان .... جیوے پاکستان
جھیل گئے دکھ جھیلنے والے، اب ہے کام ہمارا
ایک رہیں گے، ایک رہے گا، ایک ہے نام ہمارا
پاکستان پاکستان.......... جیوے پاکستان
جیوے جیوے.......... جیوے پاکستان

مجھے شادی کیمپ کے قریب کھڑے دیکھ کر میرے ایک مریض نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب دولہا میاں، ابھی ابھی بائی وڈ بیوٹی پارلر گئے ہیں کم از کم دو گھنٹے بعد ہی واپسی ممکن ہوگی آپ ابھی اپنے گھر جا کر آرام فرمائیں۔

دو گھنٹے گھر گزار کر پھر جاتا ہوں تو بینڈ باجہ ٹرک میں بیٹھ کر واپس جا رہا ہوتا ہے کہ اتنے میں میری ملاقات شرافت علی کے بڑے بھائی سے ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ابھی آپ صرف مزید دو گھنٹے گھر میں آرام فرمالیں کیونکہ

اس بینڈ باجے کو بھی میں نے دو گھنٹے کے لئے واپس بھیج دیا ہے۔

میرے بچے بھی ابھی سو کر اٹھے ہیں ان کو تیاری کے لئے کم از کم دو گھنٹے درکار ہیں آرام سکون سے تیار ہوں تو اچھا ہے، بڑے بھائی کی بڑی باتیں سن کر میں ایک بار پھر گھر آ جاتا ہوں۔

شرافت علی سے تعلقات کی بنا پر ان کی شادی میرے لئے خاص اہمیت کی حامل تھی اور کڑی آزمائش بھی۔ 'ورنہ میں'

شرافت علی شادی کیمپ میں

روانگی برات کا وقت دوپہر سے شام ہو جاتا ہے دلہن والے بیچارے کبھی کھانا گرم کرتے ہیں تو کبھی پانی ٹھنڈا کبھی ٹیلیفون کرتے ہیں تو کبھی پیغام رساں بھیجتے ہیں، میں بھی تیسری مرتبہ ناشتہ کر کے شادی کیمپ پہنچ جاتا ہوں اب شادی کیمپ میں زبردست گہما گہمی تھی ہر کسی نے چہرے پہ مصنوعی مسکراہٹ سجا رکھی تھی چھوٹی چھوٹی معصوم بچیاں شادی کے گیت گا رہی تھیں کہ اتنے میں شرافت علی برمنگھم کا تیار کردہ عروسی جوڑا زیب تن کئے تشریف لاتے ہیں، چند مہمانوں سے مل کر سٹیج پر نہایت ہی سنجیدگی اور وقار سے بیٹھ جاتے ہیں وقت کی پابندی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے سہرابندی شروع ہو جاتی ہے میں نے بھی کرنسی نوٹوں سے بجی مالا گلے میں ڈال دی یہی میری شرکت کا منتہائے مقصود تھا۔ نہایت ہی ڈسپلن کے ساتھ زرق برق لباس میں بچیاں گا رہی تھیں۔

ویر میرا گھوڑی چڑھیا۔

ایک بچی بھولے بھولے انداز میں اپنی ماما سے کہتی ہے ماما یہاں نہ تو کوئی گھوڑی ہے اور نہ ہی گدھی تو پھر اس میڈیا دور میں لوگ نہ جانے جھوٹ کیوں بولتے

ہیں۔ اتنے میں مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز آتی ہے تو میں نماز کے لئے مسجد چلا جاتا ہوں۔ ادائیگی نماز کے بعد کلینک میں آجاتا ہوں۔

روانگی بارات

محلہ داروں نے بتلایا کہ بارات ہوا سے باتیں کرتے ہوئے عین عشاء کے وقت دلہن کے گھر براء جمان تھی، تین مرتبہ گرم کیا ہوا کھانا مہمانوں کو پیش کیا گیا کچھ لوگ کہہ رہے تھے اس سے تو بہتر تھا کہ یہ کھانا کسی فلاحی ادارے پہنچا دیا جاتا، دلہن والے لوگ بڑے ملنسار تھے بڑی گرم جوشی سے بارات کا استقبال کیا۔

چھوٹی چھوٹی بچیوں نے سلمے ستارے کے ریڈی میڈ ملبوسات پہنے ہوئے تھے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے پرستان سے ڈانس اور شادی گیت کے لئے اتری ہوں ایسا سماں بندھا اور ایسا ماحول کہ مہمان خوشی سے جھوم رہے تھے بچیوں نے برات کا استقبالیہ گیت بھی پیش کیا۔

بہارو پھول برساؤ میرا محبوب آیا ہے،

میرا محبوب آیا ہے،

ستارو ماند پڑ جاؤ، میرا محبوب آیا ہے،

میرا محبوب آیا ہے،

مہمانوں پر بچیوں نے رنگین کاغذی پھولوں کی پتیاں نچھاور کیں کیونکہ گلاب کے پھولوں کی پتیاں نہ گرم کی جاسکتی تھیں اور نہ ہی ٹھنڈی وہ تو مرجھا گئیں تھیں، کسی دانشور کے مشورہ سے اپنے فیملی حکیم رُوح قبض کو پھولوں کی مرجھائی پتیاں بجھوا دی جاتی ہیں۔ حکیم صاحب نے اِن پتیوں کی گلکند تیار کر کے پلاسٹک کی بالٹی میں پیک کر کے لیبل لگوا کر دولہا کے گھر بجھوا دی، لیبل پر تحریر تھا:

آئندہ کسی شٹونگرے کی بارات کے ساتھ کوٹ عبدالمالک تشریف لائیں تو وقت کی پابندی ملحوظِ خاطر رہے۔

گذشتہ راصلوٰۃ آئندہ رااحتیاط۔

واپسی برات

خوشی کے لمحات میٹروٹرین کی طرح گزر جاتے ہیں رات تین بجے بارات دولہن کو لے کر بینڈ باجے کی دھنوں کے ساتھ محلے میں دھوم مچادیتی ہے آتش بازی کا مظاہرہ بھی کیا گیا۔

بچیوں کی رونق اور نیند عروج پر تھی آنکھیں بند اور گا رہی ہیں۔

'ساڈے گھر آئی بھرجائی'

مہمانوں کے تاثرات

ایک مہمان بولا! کھانا ٹھنڈا تھا پانی گرم تھا۔

دوسرا بولا! بارات وقت پر تھی شادی لیٹ تھی۔

تیسرا بولا! صبح کا بھولا شام کو گھر واپس آجائے تو سب ٹھیک ہے۔

عالم ارواح

شرافت علی کی حوصلہ افزائی عالم ارواح سے بھی ہورہی تھی۔

قدم بڑھاؤ پاپا ہم تمہارے ساتھ ہیں۔

قدم بڑھاؤ............قدم

احادیث مبارکہ

''جس عورت سے نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کو ایک نظر دیکھ لینا
گناہ نہیں، بلکہ بہتر ہے۔''

حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کے دل میں کسی عورت کے لئے نکاح کا پیام دینے کا خیال ڈالے تو اس کے واسطے گناہ نہیں ہے کہ ایک نظر اس کو دیکھ لے۔''

(مسند احمد، سنن ابن ماجہ)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک خاتون کے لئے نکاح کا پیام دیا (یا پیام دینے کا ارادہ کیا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ ''تم نے اس کو دیکھا ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ میں نے دیکھا تو نہیں ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ایک نظر دیکھ لو، یہ اس مقصد کے لئے زیادہ مفید ہوگا کہ تم دونوں میں الفت و محبت اور خوشگواری رہے۔''

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی، ابن ماجہ)

پیام پر دوسرا پیام نہ دیا جائے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''کوئی شخص ایسا نہ کرے کہ اپنے دوسرے بھائی کے پیام نکاح کے مقابلہ میں اپنا پیام دے، تا آنکہ وہ نکاح کر لے یا چھوڑ دے اور بات ختم ہو جائے۔''
(صحیح بخاری، صحیح مسلم)

نکاح کے معاملے میں عورت کی مرضی اور ولی کا مقام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''شوہر دیدہ عورت کا اپنے نفس کے بارے میں اپنے ولی سے زیادہ حق اور

اختیار ہے اور کنواری کے باپ کو بھی چاہیے کہ اس کے نکاح کے بارے میں اس کی اجازت حاصل کرے اور اس کی خاموشی بھی اجازت ہے۔'' (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''شوہر دیدہ عورت کا اس وقت تک نکاح نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے دریافت نہ کرلیا جائے اور کنواری لڑکی کا نکاح بھی اس کی اجازت کے بغیر نہ کیا جائے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اس کی اجازت کا طریق کیا ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''(دریافت کرنے پر) اس کا خاموش ہو جانا (اس کی اجازت سمجھا جائے)۔'' (صحیح بخاری۔صحیح مسلم)

ضروری ہے کہ نکاح چوری چھپے نہ ہو، اعلانیہ ہو

سیدہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نکاح بالاعلان کیا کرو اور مسجدوں میں کیا کرو اور دف بجوایا کرو۔'' (جامع ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو عورتیں اپنا نکاح شاہد گواہ کے بغیر (چوری چھپے) کرلیں وہ حرام کار ہیں۔'' (جامع ترمذی)

ہنسی مذاق کی طلاق بھی طلاق ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''تین چیزیں ایسی ہیں جن میں دل کے ارادہ اور سنجیدگی کے ساتھ بات کرنا بھی حقیقت ہے اور ہنسی مذاق کے طور پر کہنا بھی حقیقت ہی کے حکم میں ہے، نکاح، طلاق، رجعت۔'' (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

عصا اژدھا بن گیا

فرعون نے ایک میلہ کا اہتمام کیا اور اپنی سلطنت کے تمام جادوگروں کو دعوت دی کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شکست دینے کے لئے مقابلہ شروع کریں۔ اس میلہ میں لاکھوں انسان جمع ہو گئے جادوگروں نے اپنے جادو کی لاٹھیوں اور رسیوں کو فرعون کی عزت کی قسم کھا کر میدان میں پھینکا تو وہ لاٹھیاں اور رسیاں سانپ بن کر ہر طرف پھنکار مار مار کر دوڑنے لگے اور پورا مجمع خوف و ہراس میں مبتلا ہو کر ادھر ادھر بھاگنے لگا۔ فرعون اور اس کے تمام جادوگر اس کامیابی کو دیکھ کر اپنی فتح اور غرور میں بدمست ہو گئے اور خوب زور زور سے تالیاں بجا کر خوشی کا اظہار کرنے لگے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنی مقدس لاٹھی ان سانپوں کے ہجوم میں ڈال دیں۔ یہ لاٹھی ڈالنے کی دیر تھی کہ یہ ہیبت ناک اژدھا بن کر جادوگروں کے تمام سانپ نگل گیا۔

یہ معجزہ دیکھ کر تمام جادوگر اپنی شکست کو تسلیم کرتے ہوئے سجدہ میں گر پڑے اور بلند آواز سے یہ اعلان کر دیا کہ۔

"ہم سب حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے رب پر ایمان لائے۔" چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔" (طٰہٰ رکوع ۳)

ترجمہ: جادوگروں نے کہا اے موسیٰ علیہ السلام آپ اپنا عصا پہلے ڈالیں گے یا

ہم پہلے ڈالنے والے بنیں تو آپ نے فرمایا ''بلکہ تمہیں ڈالو'' تو
یکا یک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کی نظر بندی سے حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں جیسے
سانپ دوڑ رہے ہیں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں
تھوڑا خوف سا ہوا۔ تو ہم نے فرمایا ''تم ڈرو نہیں تم ہی غالب رہو
گے اور تمہارے ہاتھ میں جو عصا ہے اس کو ڈال دو تو ان لوگوں
نے جو سوانگ بنایا ہے یہ عصا ان سب کو نگل جائے گا اور جادوگر
معجزات کے مقابلہ میں جہاں بھی وہ آئے کامیاب نہیں ہوتا تو
تمام جادوگر سجدہ میں گر کر کہنے لگے۔
''ہم حضرت ہارون علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے
رب پر ایمان لائے۔''

چشموں کا جاری ہونا

بنی اسرائیل کا اصلی وطن ملک شام تھا، لیکن حضرت یوسف علیہ السلام کے دورِ حکومت میں یہ لوگ مصر میں آباد ہو گئے اور ملک شام پر قوم عمالقہ کا قبضہ ہو گیا جو بدترین قسم کے کفار تھے۔ جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے خطرات سے اطمینان ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ قوم عمالقہ سے جہاد کر کے ملک شام کو ان کے تسلط سے آزاد کرائیں، چنانچہ آپ چھ لاکھ بنی اسرائیل کی فوج لے کر جہاد کے لئے نکل پڑے، ملک شام کی حدود میں داخل ہو کر بنی اسرائیل پر قوم عمالقہ کا ایسا خوف طاری ہوا کہ وہ جہاد سے انکار کر دیتے ہیں اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل سے ناراض ہو جاتا ہے اور ان کو یہ سزا دی کہ یہ لوگ چالیس سال تک ''میدان تیہ'' میں بھٹکتے رہے اور اس سے باہر نہ نکل سکے، حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی اپنی قوم کے ساتھ ہی رہے۔ جب بنی اسرائیل کو میدان تیہ میں بھوک و پیاس نے ستایا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کے لئے ''من وسلویٰ'' آسمان سے اتارا۔ من شہد کی طرح کا حلوہ تھا اور سلویٰ روسٹ بٹیریں تھیں پھر ان لوگوں کو پیاس نے ستایا تو پانی مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پتھر پر اپنا عصا مارا تو اس پتھر میں بارہ چشمے جاری ہو جاتے ہیں، بنی اسرائیل کے بارہ خاندان اپنے اپنے چشمے پر قابض ہو گئے خود بھی پانی پینے لگے اور اپنے جانوروں کو بھی پلانے لگے۔ چالیس سال تک یہی سلسلہ چلتا رہا یہ بھی حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ ہی تھا جو عصا اور پتھر کے ذریعہ ظہور میں آیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس معجزہ کا ذکر فرمایا ہے۔(بقرہ رکوع ۷)

ترجمہ: اور جب موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم کے لئے پانی مانگا تو ہم نے ارشاد فرمایا کہ "تم اپنی لاٹھی سے پتھر کو مار دو تو اس پتھر سے بارہ چشمے پھوٹ کر بہنے لگے اور ہر آدمی کو اپنے اپنے پینے کے چشمے کا علم ہو گیا۔"

دریا پھٹ گیا

حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون کو مدت دراز تک ہدایت فرماتے رہے اور آیات و معجزات دکھاتے رہے مگر وہ حق کو قبول کرنے کے بجائے اور زیادہ سرکش ہوگیا اور بنی اسرائیل نے چونکہ اس کی خدائی کو تسلیم نہیں کیا اس لئے فرعون نے ان مومنین کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ اپنی قوم کے ساتھ رات میں مصر سے ہجرت کر جائیں چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ہمراہ لے کر رات میں مصر سے روانہ ہو گئے۔ فرعون کو غصہ آ گیا اور وہ بھی بنی اسرائیل کو گرفتار کرنے کے لئے اپنے لشکر کے ساتھ چل پڑا۔ جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہو گئے تو بنی اسرائیل فرعون کے خوف سے چیخ اٹھے کہ اب ہماری گرفتاری ہو گی جو بڑی نازک ہے، بنی اسرائیل کے پیچھے فرعون کا خونخوار لشکر تھا اور سامنے موجیں مارتا ہوا دریا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ تھا اور وہ اپنی قوم کو تسلی دے رہے تھے اور جب دریا کے قریب پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی دریا پر ماری تو فوراً ہی دریا میں بارہ سڑکیں بن گئیں اور بنی اسرائیل ان سڑکوں پر چل کر سلامتی کے ساتھ دریا عبور کر گئے۔ فرعون جب دریا کے قریب پہنچا دریا پر سڑکیں دیکھ کر اپنے لشکر کے ساتھ ان سڑکوں پر چل پڑا مگر جب

فرعون اور اس کا لشکر دریا کے درمیان پہنچا تو اچانک سڑکیں ختم ہو گئیں اور دریا موجیں مارنے لگا اور فرعون اور اس کا لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

(شعراء رکوع ۴ پ ۱۹)

ترجمہ: ''جب دونوں جماعتیں (لشکر فرعون اور اصحاب موسیٰ (علیہ السلام)
ایک دوسرے کو دیکھنے لگیں تو اصحاب موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا ہم بالیقین گرفتار ہو جائیں گے۔ تو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ میرے ساتھ میرا رب ہے وہ عنقریب مجھے اس سے نکلنے کا راستہ بتا دے گا۔ پھر ہم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے عصا کو دریا پر مارو (چنانچہ انہوں نے اس پر عصا مارا جس سے دریا پھٹ گیا اور دونوں حصے اس کے اتنے اونچے تھے جیسے بڑا پہاڑ اور ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس جگہ کے قریب پہنچا دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے سب ساتھیوں کو بچا لیا۔ پھر دوسروں کو غرق کر دیا۔ یقیناً اس واقعہ میں بڑی عبرت ہے اور باوجود اس کے ان کفار میں سے اکثر ایمان نہیں لائے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دو ٹوک جواب

جب فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور تمام بنی اسرائیل مسلمان ہو گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو سکون ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ آپ بنی اسرائیل کا لشکر لے کر بیت المقدس میں داخل ہو جائیں اس وقت بیت المقدس پر قوم عمالقہ کا قبضہ تھا جو بدترین کفار تھے بہت طاقتور و جنگجو اور نہایت ہی ظالم لوگ تھے۔

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کے ساتھ قوم عمالقہ سے جہاد کے لئے چل پڑے بیت المقدس کے قریب پہنچ کر بنی اسرائیل بزدل ہو گئے اور کہنے لگے قوم عمالقہ بڑے ظالم لوگ ہیں ان کی موجودگی میں ہم شہر میں داخل نہیں ہو سکتے بلکہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ کہہ دیا۔

"اے موسیٰ (علیہ السلام) آپ اور خدا جا کر اس زبردست قوم سے جنگ کریں، ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے۔"

بنی اسرائیل کی زبان سے یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بڑا رنج ہوا۔

جنگ بدر

جنگ بدر کے موقعہ پر حضور ﷺ نے مشورہ فرمایا تو مہاجرین میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جان نثارانہ تقریریں کیں۔ لیکن آپ ﷺ انصار کا عندیہ لینا چاہتے تھے اس لئے دوبارہ مشورہ فرمایا تو قبیلہ خزرج کے رئیس

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا۔

''کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد ہم سے ہے؟''

خدا کی قسم! '' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمندر میں کودنے کا حکم دیں تو کود پڑیں۔''

دوسرے انصار حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اٹھے اور تقریر کی۔

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم وہ نہیں کہ قوم موسیٰ (علیہ السلام) کی طرح کہہ دیں۔''

''جاؤ تو اور تیرا خدا دونوں لڑو ہم تو یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔

بلکہ ہم تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے ہو کر لڑیں گے۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ عرض کی۔

''اے میرے پروردگار! مجھے اپنے اوپر اور اپنے بھائی پر اختیار ہے، لہٰذا تو ہم کو ان نافرمانوں سے الگ رکھ۔''

(مائدہ رکوع ۴ پارہ ۶)

اس دعا پر اللہ تعالیٰ نے اپنے غضب و جلال کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

''وہ مقدس زمین ان لوگوں پر چالیس برس تک حرام ہے یہ لوگ زمین میں بھٹکتے پھریں گے۔ لہٰذا آپ ان نافرمانوں کا غم نہ کھائیں۔'' (مائدہ رکوع ۴ پارہ ۶)

اس نافرمانی کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ چھ لاکھ بنی اسرائیل ایک میدان جس کا نام میدان تیہ میں چالیس سال تک بھٹکتے رہے اور اس سے باہر نہ نکل سکے اسی میدان میں بنی اسرائیل کے کھانے کے لئے ''من وسلویٰ'' نازل ہوا، اور پتھر پر حضرت موسیٰ

علیہ السلام نے اپنا عصا مار دیا تو پتھر میں سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔

بلا تعجب یہ حیرت انگیز داستان ہے مگر پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی محبت وشفقت بنی اسرائیل پر ہمیشہ ہی رہی، جب یہ لوگ میدان تیہ میں بھوکے اور پیاسے ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگ کران لوگوں کے کھانے کے لئے من و سلویٰ نازل کرایا اور پتھر پر عصا مار کر بارہ چشمے جاری کرا دیئے اس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صبر اور تحمل کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

ریاض الجنۃ (مسجد نبوی)

بیت اللہ اور باب کعبہ

باب السلام (مسجد نبوی)

چبوترا اصحاب صفہ (مسجد نبوی)

جبل اُحد

غارِحرا

صفاومروہ

جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ)

جنت البقیع (مدینہ منورہ)
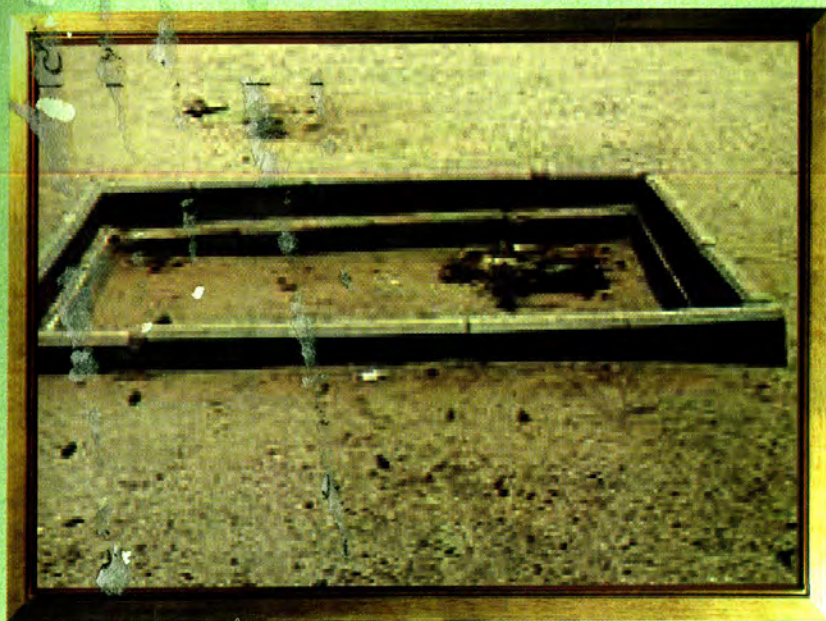
مزارِ پُرانوار اُم المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مکہ مکرمہ)

مزارِ پُرانوار سید الشہداء امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مدینہ منورہ)

محراب مریم

حضرت مریم کے والد محترم کا نام ''عمران'' اور والدہ محترمہ کا نام ''حنہ'' آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں۔ حضرت مریم کی والدہ ماجدہ نے یہ منت مان رکھی کہ اللہ تعالیٰ مجھے جو بھی اولاد دے گا میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کر دوں گی چنانچہ حضرت مریم پیدا ہوئیں تو اِن کی والدہ ان کو لے کر بیت المقدس میں گئیں۔ اس وقت بیت المقدس کے تمام علماء کے امام حضرت زکریا علیہ السلام تھے جو حضرت مریم کے خالو تھے، حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنی پرورش اور کفالت میں لے لیا۔ بیت المقدس کی بالائی منزل میں تمام مردوں سے الگ ایک محراب بنا کر حضرت مریم کو اس محراب میں ٹھہرایا۔ حضرت مریم اس محراب میں اکیلی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف رہنے لگیں۔ حضرت زکریا علیہ السلام روزانہ آپ کی خبر گیری اور خوراک کے لئے تشریف لاتے۔ چند ہی دنوں میں حضرت مریم کی محراب میں کرامت کا ظہور ہوا جب حضرت زکریا علیہ السلام محراب میں جاتے تو وہاں سردی کے پھل گرمی میں اور گرمی کے پھل موسم سرما میں موجود ہوتے۔ حضرت زکریا علیہ السلام حیران ہو کر پوچھتے کہ اے مریم یہ پھل کہاں سے تمہارے پاس آتے ہیں؟ تو حضرت مریم جواب دیتیں کہ یہ پھل میرا اللہ عطا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بلا حساب روزی عطا فرماتا ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے شرف سے نوازا تھا مگر

ان کی کوئی اولاد نہ تھی اور آپ بوڑھے ہو گئے تھے لیکن بیٹے کی خواہش رہتی تھی اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگتے رہتے تھے۔ انہوں نے حضرت مریم کی محراب میں بے موسم کا پھل دیکھا تو خیال آیا کہ میں اتنا ضعیف ہو چکا ہوں اور میری اولاد کے پھل کا موسم ختم ہو چکا ہے مگر وہ اللہ تعالیٰ جو حضرت مریم کی محراب میں بے موسم کے پھل عطا فرماتا ہے وہ قادر ہے کہ مجھے بھی بے موسم اولاد کا پھل عطا فرمائے۔ آپ نے بھی محراب مریم میں دعا مانگی جو قبول ہو گئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑھاپے میں فرزند عطا فرمایا اور اس کا نام خود اللہ تعالیٰ نے ''یحییٰ'' رکھا اور ان کو نبوت کا شرف بھی عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (آل عمران رکوع ۴)۔

ترجمہ: جب حضرت زکریا (علیہ السلام) محراب میں داخل ہوتے تو اس (مریم) کے پاس رزق پاتے۔ آپ نے کہا کہ اے مریم! یہ تمہارے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بولیں ''یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ اسی جگہ حضرت زکریا نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے پروردگار! تو مجھے اپنے پاس سے ستھری اولاد دے۔ بے شک تو ہی دعا کا سننے والا ہے، تو فرشتوں نے انہیں آواز دی جبکہ وہ محراب میں نماز پڑھ رہے تھے کہا اللہ آپ کو حضرت یحییٰ کی خوشخبری سناتا ہے جو کلمۃ اللہ (حضرت عیسیٰ) کی تصدیق کریں گے اور عورتوں سے ہمیشہ بچنے والے اور نبی صالحین میں سے ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے سامنے اپنی نبوت اور معجزات کا اعلان کرتے ہوئے یہ تقریر فرمائی جو قرآن مجید کی سورۃ آل عمران میں ہے۔

(آل عمران رکوع ۵)

ترجمہ: وہ رسول ہیں بنی اسرائیل کی طرف یہ فرماتے ہوئے آئیں گے کہ میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لایا ہوں۔ میں تمہارے لئے مٹی سے پرند کی صورت بناتا ہوں پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً اللہ کے حکم سے پرند ہو جاتی ہے اور میں شفا دیتا ہوں مادرزاد اندھے اور سفید داغ والے کو، اور میں مُردوں کو جلاتا ہوں اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، بے شک ان باتوں میں بڑی نشانی ہے اگر تم لوگ ایمان رکھتے ہو۔

تفصیل معجزات

مٹی کے پرند بنا کر اڑا دینا

جب بنی اسرائیل نے یہ معجزہ طلب کیا کہ مٹی کا پرندہ بنا کر اڑا دیجئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی کے چمگادڑ بنا کر ان کو اڑا دیا۔ جب تک ان کو بنی اسرائیل دیکھتے رہتے یہ چمگادڑ اڑتے رہتے اور ان کی نظروں سے اوجھل ہو کر مر

جاتے ایسا اس لئے ہوتا تا کہ بندہ اور خدا کے بنائے ہوئے پرند میں فرق اور امتیاز رہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پرندوں میں سے چمگادڑ کو اس لئے منتخب فرمایا کہ یہ عجیب وغریب پرندہ ہے اس کے دانت بھی ہوتے ہیں اور یہ انسان کی طرح ہنستا بھی ہے اور یہ بغیر پر اپنے بازوؤں سے اڑتا ہے اس کو حیض بھی آتا ہے اور بچہ بھی جنتا ہے۔

مادرزاد اندھوں کو شفا دینا

روایت ہے کہ ایک دن میں پچاس اندھوں اور کوڑھیوں کو آپ کی دعا سے اس شرط پر شفا حاصل ہوتی کہ وہ ایمان لائیں گے۔

مُردوں کو زندہ کرنا

آپ نے چار مردوں کو زندہ فرمایا!

عاذر اپنے دوست کو مرنے کے دو دن بعد قبر کے پاس جا کر اسے پکارا تو وہ زندہ ہو کر اپنی قبر سے باہر نکل آئے اور برسوں زندہ رہے اور صاحب اولاد بھی ہوئے۔

عاشر کی بیٹی

ایک عشر وصول کرنے والے کی بیٹی مرگئی تو اس کی موت کے ایک دن بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہوگئی بہت عرصہ زندہ رہی اور اولاد بھی ہوئی۔

حضرت سام بن نوح

بنی اسرائیل کے شرارتی لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ جو آپ نے زندہ کئے ہیں

درحقیقت یہ تو مرے ہوئے نہ تھے۔ ان پر تو سکتہ طاری ہو گیا اس لئے وہ ہوش میں آ گئے۔ لہٰذا آپ کسی پرانے مردہ کو زندہ کر کے دکھائیں تو پھر بات ہو گی۔ تو آپ نے فرمایا کہ حضرت سام بن نوح علیہ السلام کو وفات پائے چار ہزار سال گزر چکے ہیں تم لوگ مجھے ان کی قبر پر لے چلو تو میں ان کو زندہ کر دیتا ہوں۔

پھر آپ نے ان کی قبر کے قریب جا کر اسم اعظم پڑھا تو آپ فوراً ہی قبر سے زندہ ہو کر نکل آئے اور گھبراہٹ میں پوچھا کہ کیا قیامت قائم ہو گئی؟ پھر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے پھر تھوڑی دیر بعد انتقال ہو گیا۔

جو کھایا اور چھپایا اس کو بتا دیا

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے مکتب میں بنی اسرائیل کے بچوں کو ان کے والدین کا کھایا پیا اور گھروں میں چھپایا ہوا بتا دیتے تھے یہ بچے گھروں میں آ کر والدین کو سب کچھ بتا دیتے تھے پھر بچوں نے والدین کو بتایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیں مکتب میں بتا دیا کرتے ہیں اس بات پر والدین نے بچوں کو مکتب جانے سے روک دیا اور کہنے لگے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جادوگر ہیں۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کی تلاش میں بستی کے اندر داخل ہوئے تو بنی اسرائیل نے اپنے سب بچوں کو ایک مکان میں چھپا دیا اور کہہ دیا کہ بچے یہاں نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کہ گھر میں کون ہیں؟ تو شریروں نے کہہ دیا کہ گھر میں سؤر بندر ہیں تو آپ نے فرمایا اچھا سؤر ہی ہوں گے۔ لوگوں نے گھر کا دروازہ کھولا تو سؤر ہی نکلے اس بات کا بنی اسرائیل میں چرچا ہو گیا اور بنی اسرائیل نے غیظ و غضب میں آ کر آپ کے قتل کا منصوبہ بنا لیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم آپ کے ساتھ مصر ہجرت کر گئیں اس طرح آپ ان شریروں کے شر سے محفوظ رہے۔

قوم عاد کی آندھی

عمان اور حضر موت کے درمیان ایک بڑا ریگستان احقاف میں قوم عاد آباد تھی یہ قوم زبردست بد کردار اور بت پرست تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی رہنمائی کے لئے حضرت ہود علیہ السلام کو بھیجا۔ اس قوم نے اپنی سرکشی اور بداعمالی کی وجہ سے حضرت ہود علیہ السلام کو جھٹلایا، حضرت ہود علیہ السلام ان کو عذاب الٰہی سے ڈراتے رہے، مگر اس شریر اور گستاخ قوم نے حضرت ہود علیہ السلام کو یہ کہہ دیا۔

(القرآن: اعراف رکوع ۹ پ ۸)

ترجمہ: کیا تم (اے ہود!) ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہم ایک اللہ کو پوجیں اور جو ہمارے باپ دادا پوجتے تھے انہیں چھوڑ دیں۔
تو تم لاؤ جس کا ہمیں وعدہ دے رہے ہو۔ اگر تم سچے ہو۔

اللہ تعالیٰ کے عذاب کی جھلکیاں شروع ہو گئیں، تین سال تک بارش روک لی گئی ہر طرف قحط پھیل گیا لوگوں کو فاقوں نے گھیر لیا۔ اس زمانے کا دستور تھا کہ مصیبت کے وقت خانہ کعبہ میں دعائیں مانگتے تو مصیبت ٹل جاتی تھی۔ چنانچہ ایک جماعت مکہ معظمہ جاتی ہے اس جماعت میں ایک مومن بھی تھا جس نے اپنے ایمان کو قوم سے چھپائے رکھا تھا جب لوگوں نے مکہ معظمہ میں دعائیں مانگنی شروع کیں تو اس مومن نے کہا کہ اے میری قوم! تمہاری دعا اس وقت تک قبول نہ ہو گی جبکہ تم حضرت ہود علیہ السلام پر ایمان نہیں لاتے۔

قوم کے شریروں نے ان کو مار پیٹ کر الگ کر دیا اور خود دعائیں مانگنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے تین بدلیاں بھیجیں ایک سفید، ایک سرخ اور سیاہ۔ آسمان سے ایک آواز آئی اے قوم عاد! تم لوگ اپنی قوم کے لئے ان میں سے ایک بدلی پسند کر لو۔ ان

لوگوں نے کالی بدلی کو پسند کیا کہ یہ خوب بارش برسائے گی، چنانچہ وہ کالی بدلی قوم عاد کی آبادیوں کی طرف چل پڑی۔ قوم عاد کے لوگ کالی بدلی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ حضرت ہود علیہ السلام نے فرمایا۔ ''اے میری قوم! عذاب الٰہی کالی بدلی کی صورت میں تمہاری طرف بڑھ رہا ہے۔ مگر قوم کے گستاخوں نے اپنے ہی نبی کو جھٹلا دیا کہنے لگے کہاں کا عذاب، کیا عذاب؟ یہ تو بادل ہے جو ہمیں بارش دینے کے لئے آرہا ہے۔

یہ بادل مغرب کی طرف سے آبادیوں کی طرف بڑھتا رہا اور ایک دم ناگہاں اس میں سے ایک آندھی آئی جو اتنی شدید تھی کہ اونٹ اپنی سواریوں سمیت دور دور پھینک دیتی تھی پھر اتنی زور سے چلنے لگی کہ درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ کر لے جانے لگی۔ قوم عاد کے لوگوں نے اپنے سنگین محلوں میں داخل ہو کر دروازے بند کر لئے مگر آندھی اتنی شدید تھی کہ مضبوط ترین عمارتوں کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ سات راتیں اور آٹھ دن تک مسلسل یہ آندھی چلتی رہی یہاں تک کہ قوم عاد کا ایک ایک آدمی مر گیا۔ اور اس قوم کا ایک بچہ بھی باقی نہ رہا۔

قوم عاد بڑی طاقتور اور قد آور قوم تھی جب آندھی ختم ہوئی تو ان کی لمبی لمبی لاشیں زمین پر اس طرح پڑی تھیں جیسے کھجور کے درخت۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (الحاقہ رکوع ۱)

ترجمہ: ''اور رہے عاد تو وہ ہلاک کئے گئے نہایت سخت گرجتی آندھی ہے وہ ان پر قوت سے لگادی گئی سات راتیں اور آٹھ دن لگاتار تو ان لوگوں کو پچھڑے ہوئے دیکھو گویا وہ کھجور کے درخت ہیں گرے ہوئے تو تم ان میں سے کسی کو بچا ہوا دیکھ رہے ہو۔''

قوم ثمود اور زلزلہ

حضرت صالح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے قوم ثمود کی طرف نبی بنا کر بھیجا۔

آپ نے قوم ثمود کو ایمان کی دعوت دی تو سرکش قوم نے آپ سے کہا کہ اس پہاڑ سے ایک گابھن اونٹنی نکالئے جو خوب فربہ اور ہر قسم کے نقائص سے پاک ہو۔ آپ نے چٹان کی طرف اشارہ فرمایا تو وہ پھٹ گئی اور اس میں سے ایک خوبصورت گابھن اونٹنی نکلی جس نے بچہ بھی جنم دیا اور اس بچہ کے ساتھ میدانوں میں چرتی پھرتی رہی۔

اس بستی میں ایک ہی تالاب تھا جس میں پہاڑوں کے چشموں سے پانی جمع ہوتا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ معجزہ کی اونٹنی ہے جو تم لوگوں نے مجھ سے طلب کیا تھا۔ ایک روز تمہارے تالاب کا سارا پانی یہ پیا کرے گی اور ایک روز تم لوگ پینا قوم اس پر راضی ہوگئی پھر آپ نے اپنی قوم سے ارشاد فرمایا۔ (الاعراف رکوع ۱۶ پ ۸)

ترجمہ: "اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں، بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے روشن دلیل آگئی یہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی ہے تمہارے لئے نشانی تو اسے چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ کی زمین میں چرے اور اسے برائی سے ہاتھ نہ لگاؤ کہ تمہیں دردناک عذاب آئے گا۔"

ایک دن قوم ثمود کو پانی نہیں ملتا تھا کیونکہ اس دن تالاب کا سارا پانی اونٹنی پی جاتی یہ تکلیف ان سے برداشت نہ ہوئی اس لئے ان لوگوں نے اونٹنی کو قتل کرنے کا منصوبہ بنالیا۔

قدار بن سالف نو جوان کو ساری قوم نے اونٹنی کو قتل کرنے کے لئے رضامند کرلیا اس نو جوان نے پہلے تو اونٹنی کی چاروں ٹانگیں کاٹیں پھر اس کو ذبح کر کے انتہائی سرکشی اور بے ادبی سے حضرت صالح علیہ السلام سے گفتگو کرنے لگا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔(الاعراف رکوع ۱۶)

ترجمہ: ''ان لوگوں نے اونٹنی کو ذبح کر دیا اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی اور یہ بولے کہ اے صالح (علیہ السلام) ہم پر لے آؤ وہ عذاب جس کا تم وعدہ دے رہے ہو، اگر تم رسول ہو۔''

زلزلہ کا عذاب

قوم ثمود کی سرکشی پر عذاب الٰہی اس طرح نازل ہوا کہ پہلے ایک زبردست چنگھاڑ کی خوفناک آواز آئی پھر شدید زلزلہ آیا جس سے پوری آبادی اتھل پتھل ہو کر چکنا چور ہو گئی تمام عمارتیں ٹوٹ پھوٹ کر تہس نہس ہو گئیں، اور قوم ثمود کا ایک ایک فرد گھٹنوں کے بل اوندھا گر کر مر گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔(اعراف رکوع ۱۹)

ترجمہ: ''تو زلزلہ نے انہیں اپنی گرفت میں لے لیا، تو وہ سب صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے مرے پڑے رہ گئے۔''

حضرت صالح علیہ السلام کا غم

حضرت صالح علیہ السلام نے دیکھا کہ پوری بستی زلزلوں کے جھٹکوں سے تباہ و برباد ہو کر اینٹ پتھروں کا ڈھیر بن گئی اور پوری قوم ہلاک ہو گئی تو آپ کو بڑا صدمہ ہوا تو آپ کو قوم ثمود اور ان کی بستی کے ویرانوں سے سخت نفرت ہو گئی تو آپ

اس بستی کو چھوڑ کر دوسری جگہ تشریف لے گئے اور جاتے ہوئے اپنی مردہ قوم سے یہ فرمایا۔

ترجمہ: ''اے میری قوم! بے شک میں نے تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا اور تمہاری بھلائی کرتا رہا، لیکن تم خیر خواہوں کو پسند ہی نہیں کرتے۔'' (القرآن الاعراف رکوع ۱۶)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر قوم ثمود کی پوری بستی کھنڈر بن گئی اور پوری قوم تباہ و برباد ہوگئی آج ان کی نسل کا کوئی انسان روئے زمین پر باقی نہیں رہا۔

عذاب کی زمین منحوس

حضور ﷺ جنگ تبوک کے موقعہ پر جب قوم ثمود کی بستیوں کے کھنڈرات کے پاس سے گزرے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''خبردار کوئی شخص اس گاؤں میں داخل نہ ہو اور نہ اس گاؤں کے کنویں کا کوئی شخص پانی پیئے اور تم لوگ اس عذاب کی جگہ سے خوف الٰہی میں ڈوب کر روتے ہوئے اور منہ ڈھانپے ہوئے جلدی سے گزر جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم پر بھی عذاب اتر پڑے۔'' (روح البیان ج ۳ ص ۱۹۴)

پانچ ہزار فرشتے جنگ بدر میں

جنگ بدر کفر و اسلام کا مشہور ترین معرکہ ہے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۲ ھ میں مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان مقام بدر میں یہ جنگ ہوئی۔ مسلمانوں کے لشکر میں بوڑھے جوان بچے مہاجرین اور انصار کل تین سو تیرہ مجاہدین اسلام تھے۔ سامان جنگ کی قلت کا یہ عالم تھا کہ پوری اسلامی فوج میں چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں۔ کفار کا لشکر ایک ہزار جنگجو بہادروں پر مشتمل تھا ان کے پاس ایک سو بہترین گھوڑے، سات سو اونٹ اور قسم قسم کے مہلک ہتھیار تھے ایسے حالات میں کفار کی عورتیں بھی اپنے لشکر کی حوصلہ افزائی کے لئے موجود تھیں، حضور ﷺ رات بھر اللہ تعالیٰ سے لو لگائے دعا فرماتے رہے کہ۔

"الٰہی! اگر یہ چند نفوس شہید ہو گئے تو پھر قیامت تک روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والے نہ رہیں گے۔"

رحمت عالم ﷺ کی چادر مبارک دوش انور سے زمین پر گر پڑی آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی یہاں تک کہ چشمانِ کرم سے آنسو جاری ہو گئے۔ سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آپ ﷺ کو اس طرح بے قرار دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور آپ ﷺ کی چادر مبارک اٹھا کر مقدس کندھے پر ڈال دی اور آپ ﷺ کا دست مبارک تھام کر بھرآئی ہوئی آواز میں بڑے ادب کے ساتھ عرض کیا کہ حضور ﷺ اب بس کیجئے اللہ تعالیٰ ضرور اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی گزارش مان کر دعا ختم کر دی اور نہایت اطمینان سے پیغمبرانہ لہجے میں ارشاد فرمایا۔

"عنقریب کفار کی فوج کو شکست دے دی جائے گی اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح خطبہ ارشاد فرمایا اور اس سے مجاہدین کی رگوں میں خون کا قطرہ قطرہ جوش و خروش کا سمندر بن کر موجیں مارنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی کہ اگر تم صبر کے ساتھ میدان جنگ میں ڈٹے رہے تو اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کے لئے آسمان سے فرشتے بھیج دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ ہزار فرشتے میدان جنگ میں بھیج دیئے تو جنگ کا نقشہ ہی بدل گیا، کفار کے ستر آدمی قتل ہوئے اور ستر گرفتار۔ باقی اپنا سامان چھوڑ کر بھاگ گئے چھ مہاجر اور آٹھ انصار کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا رتبہ عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (پ۴ آل عمران رکوع ۳)

ترجمہ: "اور بے شک اللہ تعالیٰ نے بدر میں تمہاری مدد کی جبکہ تم بالکل بے سروسامان تھے تو اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تم شکر گزار بنو، یاد کرو جب اے محبوب! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم مسلمانوں سے فرماتے تھے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہارا رب تین ہزار فرشتوں کو اتار کر تمہاری مدد فرمائے، ہاں کیوں نہیں، اگر تم لوگ صبر و تقویٰ کرو اور کافر اسی دم تم پر آپڑیں تو تمہارا رب تمہاری مدد کو پانچ ہزار فرشتے نشان والے بھیج دے گا اور یہ فتح اللہ نے تمہاری خوشی کے لئے دی ہے اور اس لئے کہ تمہارے دلوں کو چین ملے اور مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو غلبہ والا حکمت والا ہے۔"

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اور سامان جنگ کی قلت کے باوجود اللہ

تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح مبین عطا کی اس سے سبق ملتا ہے کہ فتح کثرت تعداد اور سامان جنگ کی فراوانی پر موقوف نہیں بلکہ فتح کا دارومدار اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہے اگر مسلمان صبر وتقویٰ کے دامن کو تھامے ہوئے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے جنگ میں ڈٹ جائیں تو اِن شآءاللہ فتح ونصرت مسلمانوں کے قدم چومے گی، میدان جنگ میں ہرگز ہرگز تعداد کی کمی اور سامان جنگ کی قلت وکثرت کی پرواہ نہ کریں۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مدد فرمانے والا تو بس اللہ ہی ہے۔

فضائے بدر پیدا کر، فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اصحاب کہف (غار والے)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے کے بعد عیسائیوں کا حال بہت ہی ابتر ہو گیا خود بھی بت پرستی کرنے لگے دوسروں کو بھی بت پرستی پر مجبور کرنے لگے ان کا بادشاہ "دقیانوس" تو اس قدر ظالم تھا کہ جو شخص بت پرستی سے انکار کرتا وہ اسے قتل کروا دیتا۔

اصحاب کہف کون تھے

اصحاب کہف شہر "افسوس" کے شرفاء تھے اور بادشاہ کے معزز درباری بھی تھے۔ مگر یہ لوگ صاحب ایمان تھے اور ان کو بت پرستی سے نفرت تھی۔ دقیانوس کے ظلم وجبر سے پریشان ہو کر یہ لوگ اپنا ایمان بچانے کے لئے اس کے دربار سے بھاگ نکلے اور قریب کے پہاڑوں میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہوئے اور سو گئے تو تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حال میں سوتے رہے، دقیانوس نے ان کو تلاش کرایا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ غار کے اندر ہیں تو وہ سخت غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ غار کو سنگین دیوار سے بند کر دیا جائے تا کہ یہ لوگ غار میں ہی مر جائیں اور غار ہی ان کی قبر بن جائے۔ دقیانوس نے جس شخص کے سپرد یہ کام کیا تھا وہ نہایت ہی نیک دل اور صاحب ایمان تھا۔ اس نے اصحاب کہف کے نام ان کی تعداد اور ان کا پورا واقعہ رانگ کی تختی پر کندہ کرا کر تانبے کے صندوق کے اندر رکھ کر دیوار کی بنیاد میں رکھ دیا اور اسی طرح کی ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرا دی۔ کچھ دنوں پر دقیانوس بادشاہ مر گیا اور سلطنتیں

بدلتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ایک نیک دل اور انصاف پرور بادشاہ جس کا نام بیدروس تھا تخت نشین ہوا اس نے انسٹھ سال تک بہت شان وشوکت کے ساتھ حکومت کی اس کے دور میں مذہبی فرقہ بندی شروع ہو گئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت کا انکار کرنے لگے۔ قوم کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ سخت غمگین ہوا اور وہ تنہائی میں کمرے میں بند ہو کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں گریہ زاری کرنے لگا اور دعائیں مانگنے لگا کہ الٰہی کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما دے تا کہ لوگوں کو مرنے کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے اور قیامت کا یقین ہو جائے بادشاہ کی یہ دعا قبول ہو گئی اور اچانک بکریوں کے چرواہے نے اپنی بکریوں کو ٹھہرانے کے لئے اسی غار کو منتخب کیا اور دیوار کو گرا دیا دیوار گرتے ہی لوگوں پر دہشت طاری ہو گئی اور دیوار گرانے والے مارے خوف کے وہاں سے بھاگ گئے اور اصحاب کہف اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی نیند سے بیدار ہو کر اٹھ بیٹھے اور ایک دوسرے سے سلام وکلام میں مشغول ہو گئے اور نماز بھی ادا کر لی۔ جب ان لوگوں کو بھوک لگی تو ان لوگوں نے اپنے ایک ساتھی ''یملیخا'' سے کہا تم بازار جا کر کچھ کھانا لاؤ اور نہایت خاموشی سے یہ بھی معلوم کرو کہ ''دقیانوس'' ہم لوگوں کے بارے میں کیا ارادہ رکھتا ہے؟ یملیخا غار سے نکل کر بازار گئے اور یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ شہر میں ہر طرف اسلام کا چرچا ہے اور لوگ اعلانیہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ ''یملیخا'' یہ منظر دیکھ کر محو حیرت ہوئے الٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ اس شہر میں تو ایمان واسلام کا نام لینا بھی جرم تھا۔ آج یہ انقلاب کہاں سے اور کیوں کر آ گیا؟ پھر یہ ایک نانبائی کی دکان پر کھانا لینے گئے اور دقیانوسی زمانے کا روپیہ دکاندار کو دیا جس کا چلن بند ہو چکا تھا بلکہ اس سکہ کی کسی کو پہچان بھی نہ تھی۔ دکاندار کو شبہ ہوا کہ شاید اس شخص کو کوئی پرانا خزانہ ملا ہے۔ چنانچہ دکاندار نے ان کو حکام کے سپرد کر دیا اور حکام نے ان سے خزانے کے بارے پوچھ گچھ شروع کر دی اور کہا بتاؤ خزانہ کہاں ہے۔

خزانہ کی انکوائری

''یملیخا'' نے سچ بولا ہمارے پاس کوئی خزانہ نہیں یہ ہمارا ہی روپیہ ہے۔ حکام نے کہا ہم کس طرح مان لیں کہ یہ روپیہ تمہارا ہی ہے۔ یہ سکہ تین سو سال پرانا ہے اور کئی سال گزر گئے اس سکہ کا چلن بند ہو گیا ہے اور آپ بھی ابھی جوان ہو، لہٰذا صاف صاف بتاؤ کہ یہ عقدہ حل ہو جائے۔ یہ سن کر یملیخا نے کہا تم لوگ یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کا کیا حال ہے؟ حکام نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ ہاں سینکڑوں برس گزرے اس نام کا ایک بے ایمان بادشاہ گزرا ہے جو بت پرست تھا۔

''یملیخا'' نے کہا ابھی کل ہی تو ہم لوگ اس کے خوف سے اپنے ایمان اور جان کو بچا کر بھاگے ہیں۔

تانبے کا صندوق برآمد ہونا

یملیخا نے حکام سے کہا کہ میرے ساتھی قریب ہی کے ایک غار میں موجود ہیں۔ تم لوگ میرے ساتھ چلو میں تم لوگوں کو ان سے ملا دوں، چنانچہ حکام اور عمائدین شہر کثیر تعداد میں اس غار کے پاس پہنچے، اصحاب کہف یملیخا کے انتظار میں تھے جب ان کی واپسی میں دیر ہوئی تو ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا کہ شاید یملیخا گرفتار ہو گئے اور جب غار کے منہ پر بہت سے آدمیوں کا شور سنا تو سمجھ بیٹھے غالباً دقیانوس کی فوج ہماری گرفتاری کے لئے آ گئی ہے تو یہ لوگ نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر الٰہی اور توبہ واستغفار میں مصروف ہو گئے۔ حکام نے غار پر پہنچ کر تانبے کا صندوق برآمد کیا اور اس کے اندر سے تختی نکال کر پڑھی تو اس تختی پر اصحاب کہف کے نام لکھے پائے اور یہ بھی تحریر تھا کہ یہ مومنوں کی جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لئے دقیانوس بادشاہ کے خوف سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی ہے تو دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے ان

لوگوں کو غار میں بند کر دیا ہے۔ ہم یہ حال اس لئے لکھتے ہیں کہ جب کبھی بھی یہ غار کھلے تو لوگ اصحاب کہف کے حال سے مطلع ہو جائیں۔

''بیدروس'' بادشاہ کو اطلاع ملی

حکام تختی کی عبارت پڑھ کر حیران رہ گئے اور ان لوگوں نے اپنے بادشاہ ''بیدروس'' کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ فوراً ہی بیدروس بادشاہ اپنے امرا اور عمائدین شہر کو ساتھ لے کر غار کے پاس پہنچا تو اصحاب کہف نے غار سے نکل کر بادشاہ سے معانقہ کیا اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ بیدروس بادشاہ سجدہ میں گر کر خداوند قدوس کا شکر ادا کرنے لگا کہ میری دعا قبول ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے ایسی نشانی ظاہر کر دی جس سے موت کے بعد زندہ ہو کر اٹھنے کا ہر شخص کو یقین ہو گیا۔ اصحاب کہف بادشاہ کو دعائیں دینے لگے ''کہ اللہ تعالیٰ تیری بادشاہی کی حفاظت فرمائے۔''

اصحاب کہف کا قیامت تک کے لئے دوبارہ سو جانا

اب ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں پھر اصحاب کہف نے

السلام علیکم

کہا اور غار کے اندر چلے گئے اور سو گئے اور اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو وفات دے دی۔ بادشاہ بیدروس نے سال کی لکڑی کا صندوق بنوا کر اصحاب کہف کی مقدس لاشوں کو اس میں رکھوایا اور اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا ایسا رعب لوگوں کے دلوں میں بٹھا دیا کہ کسی کی یہ مجال نہیں کہ غار کے منہ تک جا سکے۔ اس طرح اصحاب کہف کی لاشوں کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے سامان کر دیا۔ پھر بیدروس بادشاہ نے غار کے منہ پر ایک مسجد بنوا دی اور سالانہ ایک دن مقرر فرما دیا کہ تمام شہر والے اس دن عید کی طرح زیارت کے لئے آیا کریں۔

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو شہر "نینویٰ" کے باشندوں کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا، یہاں کے لوگ بت پرستی کرتے تھے۔

کفروشرک وغیرہ بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا تھے۔ حضرت یونس علیہ السلام نے ان لوگوں کو بت پرستی سے منع فرمایا اور ایمان لانے کا حکم دیا۔ مگر ان لوگوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے رسول کو جھٹلایا اور ایمان لانے سے انکار کر دیا۔ ان کی جب سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے ان کو عذاب کی خبر دی۔ اس بات پر لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ حضرت یونس علیہ السلام نے آج تک جھوٹ نہیں بولا اس لئے اس بات کا خیال رکھو کہ اگر حضرت یونس علیہ السلام رات شہر میں رہیں تو پھر کوئی فکر نہیں اور اگر انہوں نے اس شہر میں رات نہ گزاری تو پھر عذاب ضرور آئے گا۔ لوگوں نے دیکھا کہ حضرت یونس علیہ السلام رات کو شہر سے باہر تشریف لے گئے اور صبح ہوتے ہی عذاب کے آثار نظر آنے لگے۔ چاروں طرف سے کالی بدلیاں نمودار ہوئیں اور ہر طرف سے دھواں اٹھ کر شہر پر چھا گیا۔ یہ منظر دیکھ کر شہر کے باشندوں کو یقین ہو گیا کہ عذاب آنے ہی والا ہے تو لوگوں نے حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش شروع کر دی مگر آپ دور دور تک نظر نہ آئے اور شہر والوں کو زبردست پریشانی ہوئی چنانچہ شہر کے تمام لوگ خوف خدا سے ڈر کر کانپ اٹھے اور سب کے سب عورتوں بچوں مویشیوں کو ساتھ لے کر پھٹے پرانے کپڑے پہن کر روتے ہوئے جنگل میں نکل گئے اور رو رو کر سچے دل سے حضرت یونس علیہ السلام پر ایمان لانے کا اقرار

کرنے لگے۔ شوہر بیویوں سے مائیں بچوں سے الگ ہو کر سب کے سب توبہ و استغفار میں مشغول ہو گئے اور دربار الٰہی میں گڑ گڑا کر گریہ وزاری شروع کر دی۔ جو مظالم ایک دوسرے پر کیے تھے آپس میں معاف کرانے لگے۔

سچی توبہ کر کے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد کر لیا کہ حضرت یونس علیہ السلام جو کچھ خدا کا پیغام لائے ہیں ہم ان پر صدق دل سے ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کو شہر والوں کی بے قراری اور سچی توبہ پر رحم آ گیا اور عذاب اٹھا لیا گیا ناگاہ عذاب کی بدلیاں اور دھواں رفع ہو گئیں اور تمام لوگ پھر شہر میں آ کر امن و سکون کے ساتھ رہنے لگے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (پ۱۱ سو۹ یونس رکوع ۱۰)

ترجمہ: ''تو ہوئی ہوگی نہ کوئی بستی کہ ایمان لاتی تو اس کا ایمان کام آتا۔ ہاں یونس کی قوم جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے رسوائی کا عذاب دنیا کی زندگی میں ہٹا دیا اور ایک وقت تک انہیں فائدہ اٹھانے کا موقعہ دے دیا۔''

حضرت یونس علیہ السلام آزمائش میں

کیونکہ جب کسی قوم پر عذاب آجاتا ہے تو عذاب آجانے کے بعد ایمان لانا مفید نہیں ہوتا مگر حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر عذاب کی بدلیاں آجانے کے بعد بھی جب وہ لوگ ایمان لائے تو ان سے عذاب اٹھا لیا گیا۔

عذاب ٹل جانے کے بعد جب حضرت یونس علیہ السلام شہر کے قریب آئے تو آپ نے شہر میں عذاب کا کوئی اثر نہ دیکھا، لوگوں نے عرض کیا کہ آپ اپنی قوم میں تشریف لے چلیں تو آپ نے فرمایا کہ میں اب کس طرح اپنی قوم میں جا سکتا ہوں؟ میں تو ان لوگوں کو عذاب کی خبر دے کر شہر سے نکل گیا تھا مگر عذاب نہیں آیا تو اب وہ لوگ مجھے جھوٹا سمجھ کر قتل کر دیں گے۔ آپ یہ فرما کر غصہ سے شہر سے پلٹ آئے اور

ایک کشتی میں سوار ہو گئے یہ کشتی جب بیچ سمندر پہنچی تو وہ کھڑی ہو گئی۔ وہاں کے لوگوں کا یہ عقیدہ تھا کہ کشتی سمندر میں کھڑی ہو جایا کرتی ہے، جب کشتی میں کوئی بھاگا ہوا غلام سوار ہو جاتا ہے چنانچہ کشتی والوں نے قرعہ نکالا تو حضرت یونس علیہ السلام کے نام کا قرعہ نکلا تو کشتی والوں نے آپ کو سمندر میں پھینک دیا اور کشتی لے کر روانہ ہو گئے اور فوراً ایک مچھلی آپ کو نگل گئی اور مچھلی کے پیٹ میں جہاں بالکل اندھیرا تھا آپ مقید ہو گے، مگر اسی حالت میں آپ نے وظیفہ پڑھنا شروع کر دیا تو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس اندھیری کوٹھڑی سے نجات دی اور مچھلی نے کنارے پر آ کر آپ کو اگل دیا۔ اس وقت آپ بہت ہی نحیف و کمزور ہو چکے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس جگہ کدو کی ایک بیل اُگ آئی اور آپ اِس کے سایہ میں آرام کرتے رہے پھر جب آپ میں کچھ توانائی آ گئی تو آپ اپنی قوم میں تشریف لائے اور پوری قوم آپ سے انتہائی محبت و احترام سے پیش آ کر آپ پر ایمان لے آئی۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (الصفت رکوع ۵ پ۲۳)

ترجمہ: ”اور بے شک یونس (علیہ السلام) پیغمبروں میں سے ہیں۔ جبکہ وہ بھری کشتی کی طرف نکل گئے تو قرعہ ڈالا تو وہ دریا میں دھکیل دیئے گئے، پھر انہیں مچھلی نے نگل لیا۔ اور وہ اپنے آپ کو ملامت کرتے تھے تو اگر وہ تسبیح کرنے والے نہ ہوتے تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتے جس دن تک لوگ اٹھائے جائیں گے، پھر ہم نے انہیں میدان میں ڈال دیا اور وہ بیمار تھے اور ہم نے انہیں ایک لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ کچھ زیادہ کی طرف بھیجا تو، وہ ایمان لائے پھر ہم نے انہیں ایک وقت تک فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیا۔“

سروں کے اوپر پہاڑ

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو توراۃ شریف کے احکام لوگوں کو سنائے تو انہوں نے ان احکام کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اس سرکشی پر اللہ تعالیٰ کا غضب نازل ہوا کہ اچانک کوہ طور جڑ سے اکھڑ کر ہوا میں اڑتا ہوا بنی اسرائیل کے سروں کے اوپر خلاء میں معلق ہو گیا جو تین میل لمبی اور تین میل چوڑی زمین میں مقیم تھے۔ جب بنی اسرائیل نے یہ دیکھا کہ پہاڑ ان کے سروں پر لٹک رہا ہے تو سب کے سب سجدہ میں گر کر عہد کرنے لگے ہم نے توراۃ کے سب احکام قبول کئے اور ہم ان پر عمل بھی کریں گے۔ مگر ان لوگوں نے سجدہ میں اپنے رخسار اور بائیں بھنوؤں کو زمین پر رکھا اور داہنی آنکھ سے پہاڑ کو دیکھتے رہے کہ کہیں ہمارے اوپر گر تو نہیں رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ اب بھی یہودی اس طرح سجدہ کرتے ہیں کہ بایاں رخسار اور بایاں بھنوؤں زمین پر رکھتے ہیں۔

بہر حال بنی اسرائیل نے جب سچی توبہ کر لی اور توراۃ کے احکام پر عمل کرنے کا عہد کر لیا تو پھر کوہ طور اڑ کر اپنی جگہ پر چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (الاعراف رکوع ۲۱ پ ۹)

ترجمہ: ''اور جب ہم نے پہاڑ ان کے اوپر اٹھایا گویا کہ وہ سائبان ہے، اور ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ اب یہ پہاڑ ان پر گر پڑے گا پھر ہم نے کہا کہ لو جو ہم نے تمہیں دیا ہے مضبوطی کے ساتھ یاد کر لو جو اس میں ہے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔''

شدّاد کی جنت

قوم عاد کا مورث اعلیٰ عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح ہے۔ اس ''عاد'' کے بیٹوں میں ''شداد'' بھی ہے۔

یہ بڑی شان و شوکت کا بادشاہ ہوا ہے۔ اس نے اپنے وقت میں تمام بادشاہوں کو اپنے جھنڈے کے نیچے جمع کر کے سب کو اپنا مطیع و فرماں بردار بنالیا تھا۔ اس نے پیغمبروں کی زبان سے جنت کا ذکر سن کر براہ سرکشی دنیا میں ایک جنت بنانی چاہی اور اس ارادہ سے ایک بہت بڑا شہر بنایا جس کے محل سونے چاندی کی اینٹوں سے تعمیر کئے گئے اور ایسے ہی فرش مکانوں میں بنائے گئے۔ سنگریزوں کی جگہ آبدار موتی بچھائے گئے ہر محل کے گرد جواہرات پر نہریں جاری کی گئیں۔ قسم قسم کے درخت زینت اور سائے کے لئے لگائے گئے۔ الغرض اس سرکش نے اپنے خیال سے جنت کی تمام چیزیں اور ہر قسم کے عیش و عشرت کے سامان اِس شہر میں جمع کر دیئے۔ جب یہ شہر مکمل ہوا تو شداد بادشاہ اپنے اعیان سلطنت کے ساتھ اس کی طرف روانہ ہوا۔ جب ایک منزل کا فاصلہ رہ گیا تو آسمان سے ایک ہولناک آواز آئی جس سے اللہ تعالیٰ نے شداد اور اس کے تمام ساتھیوں کو ہلاک کر دیا وہ اپنی بنوائی ہوئی جنت کو دیکھ بھی نہ سکا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ حکومت میں حضرت عبداللہ بن قلابہ اپنے گمشدہ اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے صحرائے عدن سے گزر کر اس شہر میں پہنچے اور اس

کی تمام زمینوں اور آرائشوں کو دیکھا۔ مگر وہاں کوئی رہنے بسنے والا انسان نہیں تھا یہ تھوڑے سے جواہرات لے کر واپس آ گئے جب یہ خبر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے حضرت عبداللہ بن قلابہ کو بلا کر ان سے مکمل تفصیل پوچھی جو کچھ انہوں نے دیکھا تھا، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کعب احبار کو بلا کر مزید معلومات حاصل کیں اور پوچھا کہ کیا دنیا میں کوئی ایسا شہر موجود ہے تو انہوں نے کہا ہاں جس کا ذکر قرآن مجید میں بھی ہے یہ شہر شداد بن عاد نے تعمیر کروایا تھا اور آخر یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ہلاک ہو گئے اور اس قوم کا کوئی ایک آدمی بھی نہ بچا۔

حضرت عبداللہ بن قلابہ

اور آپ کے زمانے میں ایک مسلمان جس کی آنکھیں نیلی، قد چھوٹا اور اس کے ابرو پر ایک تل ہوگا وہ اپنے اونٹ کو تلاش کرتے ہوئے اس ویران برباد عذاب الٰہی کا شکار ہونے والے شہر میں داخل ہوگا، اتنے میں عبداللہ بن قلابہ آ گئے۔

تو کعب احبار نے ان کو دیکھ کر فرمایا بخدا وہ شخص جو شداد کی بنائی ہوئی جنت دیکھے گا وہ یہی شخص ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قوم عاد اور دوسری سرکش قوموں کا حال بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے۔ (القرآن سورۃ الفجر پ ۳۰)۔

ترجمہ: ''کیا آپ نے نہ دیکھا کہ آپ کے رب نے قوم ''عاد'' کے ساتھ کیسا کیا؟ وہ حد سے زیادہ طول والے 'عاد ارم'' کہ ان جیسا شہروں میں پیدا نہیں کیا گیا۔ اور قوم ثمود جنہوں نے وادی میں پتھر کی چٹانوں کو تراشا اور فرعون جو کہ چومیخا کی سزا دیا کرتا تھا انہی لوگوں نے شہروں میں سرکشی کی پھر انہوں نے شہروں میں بہت زیادہ فساد پھیلایا، تو ان لوگوں پر آپ کے رب نے عذاب کا کوڑا برسا دیا۔''

وَمَآ اَدۡرٰکَ مَاهِيَهۡ

ترجمہ: اور تم کیا سمجھے کہ ہاویہ کیا چیز ہے

نَارٌ حَامِيَةٌ

ترجمہ: وُہ دہکتی ہوئی آگ ہے۔

(پ ۳۰ سورۃ القارعۃ)

ہماری واجب الاحترام پولیس عوام کے جان و مال عزت و آبرو، چادر اور چار دیواری کی محافظ سمجھی جاتی ہے، اگر کسی شریف شہری کو ہراساں اور خوفزدہ کرنے کے لئے اس کے گھر فائرنگ کی جائے تو پولیس بری الزمہ ہوتی ہے کیونکہ جس گھر فائرنگ ہوگی وہ لازمی طور پر پولیس چوکی سے کچھ فاصلہ پر ہی ہوگا فائرنگ کی آواز پولیس چوکی تک نہیں پہنچ سکتی اگر بالفرض دھیمی سی آواز پہنچ بھی جائے تو تھانہ میں کسی نہ کسی بے گناہ کی چھترول ہوتی ہوگی جس کی چیخ و پکار میں فائرنگ کی آواز دب جائے گی، اگر کسی پولیس دوست نے کسی شخص کے گھر کسی خاص مقصد کے لئے فائرنگ کرنی ہو تو وہ پہلے ہی پولیس سے گرم گرم ہاتھ ملا کر کان میں ٹھنڈے قطرے ڈال دیتا ہے بصورت دیگر پولیس کو فائرنگ کی مانیٹرنگ کرنے کے لئے تھانہ کے روزنامچہ میں اندراج کرنا ضروری ہوتا ہے اس کارروائی سے تھانہ کی بدنامی ہوتی ہے پولیس نفری محدود ہونے کی وجہ سے ہر محب وطن شہری کو پولیس تحفظ فراہم کرنے سے قاصر ہے، جرائم تو عوام ہی کرتے ہیں پولیس تو ان کے ساتھ محبت سے بھرپور تعاون ہی کرتی ہے۔

رانا ذوالفقار علی

میرے دوستوں کی لسٹ میں رانا ذوالفقار علی بھی شامل ہیں، واقعہ اس طرح ہے کہ رانا صاحب کا ایک دوست چوہدری الطاف اپنی مفلسی اور تنگ دستی بیان کرتے ہوئے زار و قطار روتے ہوئے انہیں بتاتا ہے کہ تین روز سے میرے بچے بھوکے ہیں میری مدد فرمائیں ورنہ میں ٹرین کی زد میں آ کر خودکشی کر لوں گا کیونکہ بچوں کی بھوک میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ رانا صاحب نے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اسے آٹو رکشا خرید دیا اور وہ اپنے بچوں کا پیٹ پالنے لگا۔ چوہدری الطاف کا کزن سنگین جرائم میں ملوث ہونے کی وجہ سے کیمپ جیل میں سزا بھگت رہا تھا۔ چوہدری الطاف کی اپنے کزن سے کیمپ جیل میں ٹیلیفون پر بات ہوتی ہے تو چوہدری الطاف نے بتایا کہ یار میں تو بے کاری سے تنگ آ کر خودکشی کرنے کو تیار تھا کہ رانا ذوالفقار صاحب نے مجھ پر خدا ترسی کر کے آٹو رکشا خرید دیا اس کے کزن نے کہا کہ بھائی مجھے رانا صاحب کا فون نمبر دو میں اس ہمدردی کا تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں۔ چوہدری الطاف نے حماقت سے کام لیتے ہوئے اسے رانا صاحب کا سیل نمبر دے دیا۔

رانا ذوالفقار علی کے گھر فائرنگ

ناگہاں اگلے ہی روز رانا صاحب کے گھر کے مین گیٹ پر اندھا دھند فائرنگ شروع ہو جاتی ہے اہل محلہ مارے خوف کے اپنے گھروں میں داخل ہو کر دروازے کھڑکیاں بند کر لیتے ہیں۔ فائرنگ ختم ہونے پر لوگ رانا صاحب کے گھر کے باہر جمع ہو جاتے ہیں اتنے میں رانا صاحب بھی انار کلی سے اپنے گھر آ جاتے

ہیں گھر کے باہر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں، محلہ داروں نے استفسار پر بتلایا کہ ابھی ابھی چند نقاب پوش موٹر سائیکلوں پر سوار آپ کے گھر فائرنگ کر گئے ہیں۔ رانا صاحب پریشانی میں اپنے گھر داخل ہو جاتے ہیں بیوی بچوں نے تسلی دی اور پوچھا کہ آپ کا کسی کے ساتھ کوئی معاملہ تو نہیں جس کا اسے کوئی رنج ہو، رانا صاحب نے کہا کہ میں ایک محتاط شریف شہری کی طرح زندگی بسر کر رہا ہوں کسی کے ساتھ میری کوئی دشمنی نہیں میری سمجھ سے یہ سارا معاملہ بالاتر ہے۔ پولیس کو فائرنگ کی اطلاع دی گئی تو پولیس نے جواب دیا ہمارے پاس کسی کے ذاتی معاملہ میں مداخلت کے لئے ٹائم نہیں۔ دوبارہ فائرنگ ہوئی تو دیکھی جائے گی۔

کیمپ جیل سے فون آتا ہے

ہیلو رانا صاحب! میں چوہدری الطاف کا کزن بچھو خان کیمپ جیل سے آپ سے مخاطب ہوں آپ کے گھر میرے کارندوں نے ابھی ابھی فائرنگ کی ہے مختصر بات یہ ہے کہ کل تک پانچ لاکھ روپوں کا بندوبست کریں اگر آپ نے اس بات کو معمولی سمجھا تو پھر سنگین نتائج بھگتنے کے لئے تیار رہنا ہوگا میں کل پھر فون کروں گا، فون پر بات کرنے کی دیر تھی کہ رانا صاحب کو چکر آیا اور فرش پر گر گئے۔ بیوی بچوں اور ہمسایوں نے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا دودھ پلانے کی کوشش کی گئی مگر بے سود۔

رانا صاحب بستر علالت پر

رانا صاحب سخت پریشان ہیں نہ کچھ کھاتے ہیں اور نہ ہی پیتے ہیں آنکھ کھلی تو بچوں کو واش روم کی طرف اشارہ کیا بچے بڑی مشکل سے سہارا دے کر واش روم لے جاتے ہیں بول و براز کے ساتھ خون شامل ہوتا ہے۔ واش روم سے فارغ ہو کر پھر بیڈ

پر گر جاتے ہیں ہر لمحہ صحت کا گراف گر رہا ہے نقاہت تیزی سے بڑھ رہی ہے، محلے دار قریبی ڈاکٹر صاحب کو لے آتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے ایمرجنسی گلوکوز ڈرپ لگا دی۔

کیمپ جیل سے پھر فون آتا ہے

رانا صاحب کو گلوکوز ڈرپ لگی ہوئی ہے اور بے ہوشی کی حالت بدستور ہے۔ اب فون آتا ہے تو رانا صاحب کا بیٹا اٹنڈ کرتا ہے، بھئی میں بچھو خان بات کر رہا ہوں کیا رقم کا بندوبست ہو گیا ہے بیٹا جواب دیتا ہے جی ہو رہا ہے، بچھو خان پھر سخت انداز میں دھمکی دیتا ہے کہ رقم کا فوری بندوبست کرو اور ہاں اگر پولیس سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تو پھر تمام تر ذمہ داری تم پر ہی ہوگی اچھا میں کل پھر رابطہ کروں گا۔ ڈرپ لگنے سے رانا صاحب کی طبیعت کچھ قدرے بہتر ہو جاتی ہے۔ رانا صاحب سے ہوم فنانس منسٹر نے مشورہ کیا کہ میں اپنا زیور بیچ آتی ہوں اللہ تعالیٰ ہمیں پھر نواز دے گا۔ رانا صاحب نے بھی زیور فروخت کرنے کا عندیہ دے دیا۔ تو ہوم فنانس منسٹر اپنے بھائی کے ساتھ جا کر زیور بیچ آتی ہیں۔

اگلے روز بچھو خان نے فون کیا تو اسے بتا دیا جاتا ہے کہ رقم کا بندوبست ہو گیا ہے، بچھو خان نے کہا کہ ٹھیک ہو گیا اب تم لوگ سوہا بازار جاؤ وہاں "دوزخی جیولرز" کی دوکان پر رقم دے آؤ۔ بڑی تگ و دو کے بعد "دوزخی جیولرز" کی دوکان ملتی ہے۔ رانا صاحب اپنے ہوم فنانس منسٹر کے ساتھ ہیں اور دوکان دار کو سلام کرتے ہیں تو وہ بدبخت بددماغ جواب نہیں دیتا پوچھتا ہے کیسے آئے ہیں جی رقم دینے آئے ہیں، ٹھیک ہے ابھی ابھی بچھو خان کا فون آیا تھا جلدی سے رقم نکالو۔ رقم لے کر گن کر کہتا ہے دوکان سے فوری نکل جاؤ پیچھے مڑ کر دیکھا تو اندھی گولی آئے گی۔ یہ بھی بڑا ظالم انسان تھا۔

احمق دوست سے عقلمند دشمن بہتر ہے

چوہدری الطاف نے رانا صاحب کو بتایا تھا کہ میں نے آپ کا رابطہ نمبر بچھو خان کو بھی دے دیا ہوا ہے، وہ آپ کا کیمپ جیل سے شکریہ ادا کرے گا حالانکہ رانا صاحب کو اس کے شکریہ کی کیا ضرورت تھی وہ تو ایسے لوگوں کے ساتھ رابطہ کے حق میں بھی نہ تھے یہ اس کی اپنی حماقت تھی کہ اس نے اپنے کزن کو موبائیل نمبر دے دیا اور پھر رانا صاحب پر جو بیتی یہ وہی جانتے ہیں اس احمق نے تو معذرت کر کے بات ختم کر دی کہ مجھے اس کی اس حرکت کا اندازہ نہ تھا جرائم پیشہ لوگ تو دودھ پیتے سانپ ہوتے ہیں ان سے بھلائی کی امید عبث ہے۔

مظلوم کی دعا بابِ قبولیت پر

رانا صاحب کی ذہنی جسمانی اور مالی پریشانی کا اندازہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ رانا صاحب کسی سے انتقام لینے سے بھی قاصر تھے، اللہ تعالیٰ سے صبر کے ساتھ دعا کرتے ہیں اور ایک پاک کاغذ پر پاک قلم سے اپنی پریشانی کی درخواست لکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کرتے ہوئے قبلہ رو ہو کر روتے ہوئے سو جاتے ہیں۔

صبح ہوئی تو رانا صاحب کے بیٹے نے روزنامہ الشرق میں خبر دیکھی۔

بچھو خان گینگ کا ماسٹر مائنڈ "جو پولیس ہڑپ خان" کے نام سے بدنام تھا پولیس مقابلہ میں پار کر دیا گیا ہے۔

اس خوشخبری سے رانا صاحب کے گھر شمعیں روشن اور مٹھائی تقسیم کی گئی۔

"بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

موت کو سمجھتے ہیں غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

احادیث مبارکہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"مسلم وہ ہے جس کی زبان درازیوں اور دست درازیوں سے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کی طرف سے اپنی جانوں اور مالوں کے بارے میں لوگوں کو کوئی خوف وخطر نہ ہو۔"
(ترمذی ونسائی)

دولت میں اضافے کی حرص کسی حد پر ختم نہیں ہوتی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
"اگر آدمی کے پاس مال کے بھرے ہوئے دو میدان اور دو جنگل ہوں تو وہ تیسرا اور چاہے گا، اور آدمی کا پیٹ تو بس مٹی سے بھرے گا (یعنی مال و دولت کی اس نہ ختم ہونے والی ہوس اور بھوک کا خاتمہ بس قبر میں جا کر ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس بندے پر عنایت اور مہربانی فرماتا ہے جو اپنا رخ اور اپنی توجہ اس کی طرف کر لے۔" (صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف)

الٹ پلٹ ہو جانے والا شہر سندوم

یہ حضرت لوط علیہ السلام کا شہر ''سندوم'' ہے جو ملک شام صوبہ حمص میں ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت لوط علیہ السلام کو نبوت عطا فرما کر ''سندوم'' والوں کی ہدایت کے لئے بھیجا، شہر سندوم کی بستیاں نہایت ہی سر سبز و شاداب تھیں، بے شمار قسم کے پھل میوہ جات کی وجہ سے بڑی خوشحالی تھی، شہر کی خوشحالی کی وجہ سے اکثر لوگ مہمان بن کر ان آبادیوں میں آیا کرتے تھے، شہر کے لوگوں کو ان مہمانوں کی خدمت کا بوجھ اٹھانا پڑتا تھا، اس لئے اس شہر کے لوگ مہمانوں کی آمد سے بہت پریشان ہوتے تھے، مگر مہمانوں سے چھٹکارے کی کوئی تدبیر سمجھ نہ آتی تھی، ایسے حالات میں ''ابلیس لعین'' نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ مہمانوں سے خلاصی کے لئے ان سے برا سلوک کریں اور پہلے خود ہی اپنے ساتھ برا سلوک کرنے کا طریقہ بھی بتایا، پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ اس بُرے سلوک کے اتنے عادی ہو گئے کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پس پشت ڈال دیا اور ابلیس لعین کے طریقہ پر لگ گئے اور ایسے بُرے سلوک کو اپنا لیا جو ان لوگوں سے پہلے جہان میں کسی نے نہ کیا تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام بڑے مخلصانہ انداز سے اپنی قوم کے بدکرداروں کو سمجھاتے تو وہ قوم نہایت ہی بیباکی اور انتہائی بے حیائی کے ساتھ جواب دیتی کہ ان (حضرت لوط علیہ السلام) کو اپنی بستی سے نکال دو یہ لوگ تو پاکیزگی چاہتے ہیں۔

قوم کی سرکشی

جب قوم لوط علیہ السلام کی سرکشی حد سے بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ آ گیا، چنانچہ

حضرت جبرئیل علیہ السلام چند فرشتوں کو ہمراہ لے کر آسمان سے اتر پڑے، پھر یہ فرشتے مہمان بن کر حضرت لوط علیہ السلام کے پاس پہنچے ان فرشتوں کو دیکھ کر قوم کی برائی کا خیال کر کے حضرت لوط علیہ السلام سخت پریشان ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد قوم کے بے حیاؤں نے حضرت لوط علیہ السلام کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ ان مہمانوں کے ساتھ برا سلوک کرنے کے لئے گھر کی دیوار پر چڑھنے لگے، حضرت لوط علیہ السلام نے نہایت ہی دکھ بھرے دل سے ان کو سمجھانے کی کوشش کی مگر سرکش قوم برے اقدام اور بے ہودہ جواب سے باز نہ آئی تو آپ سخت غمگین ہوئے، یہ منظر دیکھ کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "اے اللہ تعالیٰ کے نبی! آپ بالکل فکر نہ کریں ہم لوگ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو اِن بُرے لوگوں پر عذاب لے کر اترے ہیں، لہٰذا آپ مومنین اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر صبح ہونے سے قبل ہی اس بستی سے دور نکل جائیں اور خبردار کوئی شخص پیچھے مڑ کر اس بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی اس عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔

عذاب الٰہی

چنانچہ حضرت لوط علیہ السلام اپنے گھر والوں اور مومنین کو ساتھ لے کر بستی سے باہر نکل گئے، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس شہر کی پانچوں بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو الٹ دیا۔

پتھروں کی بارش

پھر ان پر پتھروں کا مینہ برسا اور اس زور کی سنگباری ہوئی کہ قوم لوط کا ایک ایک آدمی مر گیا اور ان کی لاشیں بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئیں، عین اس وقت جب

کہ یہ شہر الٹ پلٹ ہو رہا تھا، حضرت لوط علیہ السلام کی ایک بیوی جس کا نام واعلہ تھا اور قوم کے برے لوگوں سے محبت رکھتی تھی اس نے پیچھے مڑ کر دیکھ لیا اور بولی "ہائے رے میری قوم" یہ کہہ کر کھڑی ہو گئی پھر عذاب الٰہی کا ایک پتھر اس کے اوپر بھی گرا اور وہ بھی ہلاک ہو گئی۔

اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔ (الاعراف پ۸ رکوع ۱۰)
ارشاد فرما کر آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے سبق دے دیا کہ جو اللہ تعالیٰ کا نافرمان باغی ہو گا اس کا انجام بڑا ہی عبرتناک ہو گا۔

بہتر یہی ہے کہ انسان تقویٰ اختیار کرے اور اپنی عارضی زندگی اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کے ارشاد عالی شان کی روشنی میں بسر کرے۔

نزع کا عالم طاری تھا اور ڈھولکی بج رہی تھی

یہ میری پریکٹس کے ابتدائی زمانہ کی بات ہے کہ مجھے ایک واقف کار کسی مریض کا معائنہ کرانے اندرون ٹکسالی گیٹ لے جاتے ہیں مریض کے بیڈ روم میں داخل ہوا تو مریض میٹریس پر بے ہوشی کے عالم میں اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اپنے ہی ماتھے پر ڈھولکی بجا رہا تھا، میں مریض کے قریب ہی بیٹھ جاتا ہوں اس کی بیوی بڑی سمارٹ تھی منہ میں پان دبایا ہوا تھا، سر پر ڈوپٹہ تھا اور نہ ہی گلے میں، میرا خیال ہے کہ ڈوپٹہ گھر میں بھی نہیں ہوگا۔ مجھے بتاتی ہے کہ معمول کے مطابق میرے عندلیب نے رات فنکشن کیا ہے اور جب مسجد سے آواز آتی ہے کہ (نماز نیند سے بہتر ہے) عین اس وقت ان کی آنکھ لگی ہے پھر مجھے خبر نہیں کہ ان پر بے ہوشی کب طاری ہوئی ان کو آواز دی گئی پھر خوب زور سے ہلایا گیا تو مایوسی ہوئی آخر آپ کو تکلیف دی گئی میں نے بلڈ پریشر چیک کرنے کے بعد امریکی تھرمامیٹر کان سے لگا کر ٹمپریچر چیک کیا پھر دل کی حرکت کا معائنہ کرنے کے لئے چھاتی پر سٹیتھوسکوپ سے معائنہ کیا تو بات سنجیدہ ہی تھی۔ اس کی بیوی کو مطمئن کرنے کے لئے فارمیسی کی ایک دوا دویات لکھ کر میں کمرۂ عدالت سے باہر آ جاتا ہوں۔ ابھی میں واپس کلینک آنے ہی کو تھا کہ اس کی بیوی آہ و بکا کرتی ہوئی میرے پیچھے آ جاتی ہے اور کہتی ہے ڈاکٹر صاحب میرے عندلیب سے کسی نے ڈھولکی چھین لی ہے میں واپس جا کر معائنہ کرتا ہوں تو اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی تھی۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

ذوالقرنین رضی اللہ عنہ اور یاجوج وماجوج

ذوالقرنین رضی اللہ عنہ کا نام ''سکندر'' ہے یہ حضرت خضر علیہ السلام کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام اِن کے وزیر اور جنگوں میں علمبردار رہے ہیں۔ یہ حضرت سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے دست حق پرست پر اسلام قبول کر کے مدتوں اُن کی صحبت میں رہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ان کو کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں یہ نبی نہیں ہیں بلکہ ایک بندۂ صالح ہیں جو ولایت کے شرف سے سرفراز ہوئے۔

ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کہلانے کی وجہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''یہ ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ (دوسینگوں والے) کے لقب سے اس لئے مشہور ہوئے کہ انہوں نے دنیا کے دوسینگوں یعنی دونوں کناروں کا چکر لگایا۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام روئے زمین کی بادشاہی عطا فرمائی تھی۔ دنیا میں کل چار بادشاہ ایسے ہوئے ہیں جن کو پوری دنیا کی بادشاہی ملی، ان میں دو مومن تھے اور دو کافر۔

۱۔ حضرت سلیمان علیہ السلام۔ مومن بادشاہ

۲۔ ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ۔ مومن بادشاہ

۱۔ بخت نصر۔ کافر بادشاہ۔

۲۔ نمرود۔ کافر بادشاہ۔

اور تمام روئے زمین کے ایک پانچویں بادشاہ اس امت میں ہونے والے ہیں جن کا اسم گرامی حضرت ''امام مہدی'' ہے۔

ذوالقرنین رحمۃ اللہ علیہ کے تین سفر

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سورۃ کہف میں ذوالقرنین علیہ السلام کے تین سفروں کا حال بیان فرمایا ہے۔ جن کی روداد بہت ہی عجیب اور عبرت خیز ہے۔

پہلا سفر

حضرت ذوالقرنین نے پرانی کتابوں میں پڑھا تھا کہ سام بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک شخص آب حیات کے چشمہ میں سے پانی پی لے گا تو اس کو موت نہ آئے گی، اس لئے حضرت ذوالقرنین نے مغرب کا سفر کیا۔ آپ کے ساتھ حضرت خضر علیہ السلام بھی تھے وہ تو آب حیات کے چشمہ پر پہنچ گئے اور اس کا پانی بھی پی لیا مگر حضرت ذوالقرنین کے مقدر میں نہیں تھا وہ محروم ہی رہے۔ اس سفر میں آپ وہاں تک گئے جہاں تک آبادی کا نشان تھا سب منزلیں طے کر کے آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے کہ سورج غروب کے وقت ایسا نظر آیا کہ وہ ایک سیاہ چشمہ میں ڈوب رہا ہے وہاں ان کو ایک ایسی قوم ملی جو جانوروں کی کھال پہنے ہوئے تھے اور دریائی مردہ جانوروں کے سوا ان کی غذا کا کوئی دوسرا سامان نہیں تھا یہ قوم ''ناسک'' کہلاتی تھی، حضرت ذوالقرنین نے دیکھا کہ یہ لوگ بہت ہی طاقتور اور جنگجو ہیں تو آپ نے اپنی فوجوں سے ان کو بے بس کر دیا چنانچہ کچھ تو ایمان لے آئے اور کچھ فوج نے قتل کر دیئے۔

دوسرا سفر

پھر آپ نے مشرق کا سفر کیا یہاں تک کہ جب سورج طلوع ہونے کی جگہ پہنچے تو وہاں ایک ایسی قوم دیکھی جن کے پاس رہنے کے لیے کوئی مکانات نہیں ہیں۔ ان لوگوں کا حال ایسا تھا کہ سورج طلوع کے وقت یہ لوگ زمین کے غاروں میں چھپ جاتے تھے اور سورج ڈھل جانے کے بعد غاروں سے نکل کر اپنی روزی کی تلاش میں لگ جاتے تھے اس قوم کا نام ''منسک'' تھا۔ حضرت ذوالقرنین نے ان لوگوں سے بھی جنگ کی جو ایمان لے آئے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا جو اپنے کفر پر ڈٹے رہے ان کو تہ تیغ کر دیا۔

تیسرا سفر

پھر آپ نے شمال کی جانب سفر فرمایا یہاں تک کہ ''سدّین'' دو پہاڑوں کے درمیان میں پہنچے تو وہاں کی آبادی والوں کی عجیب وغریب زبان تھی ان لوگوں کے ساتھ اشاروں سے بات چیت بھی مشکل تھی۔ ان لوگوں نے حضرت ذوالقرنین سے یاجوج وماجوج کے مظالم کی شکایت کی اور آپ سے مدد چاہی۔

یاجوج وماجوج

یہ یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد میں سے ایک فسادی گروہ ہے ان لوگوں کی تعداد بہت ہی زیادہ ہے یہ لوگ وحشی خونخوار ہیں جو جانوروں کی طرح رہتے ہیں موسم ربیع میں یہ لوگ اپنے غاروں سے نکل کر سبزیاں اور کھیتیاں کھا جاتے تھے اور خشک چیزوں کو اپنے ساتھ لے جاتے تھے۔ سانپ بچھو اور ہر چھوٹے بڑے جانور کھا جاتے تھے۔

سَدِّ سکندری

حضرت ذوالقرنین سے لوگوں نے فریاد کی کہ آپ ہمیں یاجوج و ماجوج کے شر سے بچایئے اور آپ کو کچھ مال دینے کی بھی پیشکش کی مگر آپ نے فرمایا مال کی کوئی ضرورت نہیں اللہ تعالیٰ نے مجھے سب کچھ دیا ہے پس تم لوگ جسمانی محنت سے میری مدد کرو۔ چنانچہ آپ نے دونوں پہاڑوں کے درمیان بنیاد کھدائی جب پانی نکل آیا تو اس پر پگھلے تانبے سے پتھر جمائے گئے اور لوہے کے تختے نیچے اوپر چن کر ان کے درمیان میں لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور اس میں آگ جلوا دی، اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی پھر پگھلایا ہوا تانبہ دیوار میں ڈال دیا گیا اس طرح ایک مضبوط اور نہایت ہی مستحکم دیوار بن گئی۔

سَدِّ سکندری کب ٹوٹے گی؟

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "یاجوج و ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اسے توڑنے کے قریب ہو جاتے ہیں تو ان میں کوئی کہتا ہے کہ اب باقی کو کل توڑیں گے دوسرے دن جب وہ اسے توڑنے آتے ہیں تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے جب اس دیوار کے ٹوٹنے کا وقت آئے گا تو ان میں سے کوئی کہے گا اب چلو انشاء اللہ تعالیٰ کل اس دیوار کو توڑ لیں گے انشاء اللہ کی برکت سے دوسرے دن دیوار ٹوٹ جائے گی یہ قرب قیامت ہوگا پھر یاجوج و ماجوج نکل پڑیں گے اور زمین میں ہر طرف فتنہ فساد اور قتل و غارت کریں گے، چشموں اور تالابوں کا پانی پی لیں گے جانوروں اور درختوں کو کھا ڈالیں گے۔ زمین پر ہر جگہ پھیل جائیں گے، مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ اور بیت

المقدس ان سے محفوظ رہیں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے ان لوگوں کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہو جائیں گے اور یہ سب ہلاک ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (پ۱۷ الانبیاء رکوع ۷)

ترجمہ: "یہاں تک کہ جب کھولے جائیں یاجوج و ماجوج اور وہ ہر بلندی سے ڈھلکتے ہوئے دوڑتے ہوں گے۔"

فتح مکہ کی پیشن گوئی

ہجرت کے وقت انتہائی رنجیدگی کے عالم میں حضور ﷺ اپنے یار غار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کی تاریکی میں مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر اپنے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا تھا اور مکہ معظّمہ سے نکلتے وقت خانہ کعبہ پر ایک حسرت بھری نگاہ ڈال کر یہ ارشاد فرماتے ہوئے مدینہ طیبہ روانہ ہوئے "کہ اے مکہ معظّمہ! اللہ تعالیٰ کی قسم! تو میری نگاہ محبت میں تمام دنیا کے شہروں سے زیادہ پیارا ہے۔ اگر میری قوم مجھے نہ نکالتی تو میں ہرگز تجھے نہ چھوڑتا۔"

مکہ مکرمہ کو خیر باد کہنے والے حضور ﷺ آٹھ ہی برس بعد ایک فاتح عظیم کی شان و شوکت کے ساتھ کعبۃ اللہ میں تشریف لائے۔

اہل مکہ نے صلح حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور صلح نامہ سے غداری کر کے عہد شکنی کے مرتکب ہوئے۔ آپ ﷺ کے حلیف بنو خزاعہ کو اہل مکہ نے نہایت ہی سفاکی سے قتل کر دیا بے چارے بنو خزاعہ اس ظلم کی تاب نہ لا کر حرم کعبہ میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے مگر ان درندوں نے حرمت کعبہ کو بھی خاک میں ملا دیا اور حرم کعبہ میں بھی بنو خزاعہ کا خون بہانے سے باز نہ آئے اور بنو خزاعہ کے تیئیس آدمی قتل ہو گئے اس طرح اہل مکہ نے اپنی اس حرکت سے حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا اور یہی فتح کی تمہید ہوئی۔

چنانچہ آپ ﷺ ۱۰ رمضان المبارک ۸ھ کو دس ہزار کا لشکر لے کر مدینہ طیبہ سے مکہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ طیبہ سے چلتے وقت آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم روزہ سے تھے لیکن جب آپ ﷺ مقام کدید میں پہنچے تو

آپ ﷺ نے پانی نوش فرمایا اور سب کو روزہ چھوڑنے کا حکم فرمایا۔

غرض فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ آپ ﷺ نے حکم دیا کہ یہ میرا جھنڈا مقام "حجون" کے پاس گاڑا جائے اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ مکہ معظّمہ کے بالائی حصہ یعنی "کدا" کی طرف سے مکہ معظّمہ میں داخل ہوں۔

حضور ﷺ نے مکہ معظّمہ میں داخل ہوتے ہی ارشاد فرمایا کہ۔

"جو شخص ہتھیار ڈال دے اس کے لئے امان ہے۔"

"جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا اس کے لئے امان ہے۔"

اس موقعہ پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا! یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ایک فخر پسند آدمی ہے اس کے لئے کوئی امتیازی بات فرما دیجئے کہ اس کا سر فخر سے بلند ہو جائے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ۔

"جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔"

اس شاہانہ جلوس کے جاہ و جلال کے باوجود شہنشاہ رسالت حضور ﷺ کی شانِ تواضع کا یہ عالم تھا کہ سورہ فتح کی تلاوت فرماتے ہوئے عجز و نیازمندی کا بارگاہ رب العزت میں اظہار فرما رہے تھے۔

بیت اللہ شریف میں داخلہ

پھر آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور حضرت اسامہ بن زید کو اونٹنی کے پیچھے بٹھا کر مسجد حرام کی جانب روانہ ہوئے، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان بن طلحہ حجبی رضی اللہ عنہ کعبہ کے کلید بردار بھی آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے مسجد حرام میں اپنی اونٹنی کو بٹھایا کعبۃ اللہ کا طواف کیا اور حجر اسود کو بوسہ دیا۔

کعبۃ اللہ میں تین سو ساٹھ بت تھے، آپ ﷺ خود بہ نفس نفیس ایک چھڑی

سے بتوں کو گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔

''حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔''

پھر ان بتوں کو جو عین کعبہ کے اندر تھے آپ ﷺ نے ان کو نکالنے کا حکم فرمایا۔ جب تمام بتوں سے کعبہ پاک ہو گیا تو آپ ﷺ اپنے ساتھ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن طلحہ حجبی کو ساتھ لے کر خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے اور تمام گوشوں میں تکبیر پڑھی اور دو رکعت نماز بھی پڑھی۔

کعبۃ اللہ کے اندر سے جب آپ ﷺ باہر تشریف لائے تو حضرت عثمان بن طلحہ حجبی کو بلا کر کعبۃ اللہ کی کنجی ان کے ہاتھ میں عطا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ۔

''لو یہ کنجی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تم لوگوں میں رہے گی یہ کنجی تم سے وہی چھینے گا جو ظالم ہوگا۔''

شہنشاہ دو عالم حضور ﷺ کا دربار عام

اس کے بعد حرم الٰہی میں آپ ﷺ نے سب سے پہلا دربار عام منعقد فرمایا جس میں افواج اسلام کے علاوہ ہزاروں کفار و مشرکین کا زبردست اژدہام تھا اس دربار میں آپ ﷺ نے اہل مکہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

''بولو! تم کو معلوم ہے؟ کہ آج میں (حضور ﷺ) تم سے کیا معاملہ کرنے والا'' ہوں اِس سوال سے تمام مجرمین حواس باختہ ہو کر کانپ اٹھے لیکن رحمت عالم حضور ﷺ سے سب یک زبان ہو کر پکار اٹھے، آپ ﷺ کرم والے بھائی اور کرم والے باپ کے بیٹے ہیں، اس بات پر فاتح مکہ حضور ﷺ نے اپنے کریمانہ رحیمانہ لہجے میں ارشاد فرمایا۔

''آج تم پر کوئی ملامت نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو۔''

یہ ارشاد سن کر سب مجرموں کی آنکھیں فرط ندامت سے اشکبار ہوگئیں اور کفار کی زبان پر کلمہ طیبہ کے نعروں سے حرم کعبہ کے درودیوار پر بارش انوار ہونے لگی، مجرموں کی نظر میں ناگہاں ایک عجیب انقلاب برپا ہوا اور سماں ہی بدل گیا، فضا پلٹ گئی۔

فتح مکہ کی بشارت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں۔ (پ ۳۰ سورۃ نصر) میں ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: ''جب اللہ تعالیٰ کی مدد اور فتح (مکہ) آ جائے اے محبوب (صلی اللہ علیہ وسلم)! آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) دیکھ لیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دین میں فوج در فوج داخل ہو رہے ہیں تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کریں۔ اور اس سے بخشش طلب کریں بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے۔''

درس ہدایت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقعہ پر عفو و درگزر اور رحم و کرم کا جو اعلان فرمایا دنیا کی تاریخ کے ورق پلٹئے پھر پلٹئے بار بار پلٹئے کسی بھی فاتح کی زندگی میں ایسی مثال نہیں ملتی۔

غور فرمائیے

اس گروہ قریش میں بڑے ظالم جفا کار بھی تھے جنہوں نے بارہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں کی بارش کی۔

وہ خونخوار بھی تھے جنہوں نے بارہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قاتلانہ حملے بھی کئے وہ بے رحم اور بیدرد بھی تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک کو شہید اور چہرۂ انور کو

لہولہان کر ڈالا تھا۔

وہ اوباش بھی تھے جو برسہا برس تک اپنی بہتان تراشیوں سے آپ ﷺ کے قلب مبارک کو زخمی کر چکے تھے۔

وہ ظلم و ستم کے مجسمے بھی تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے گلے مبارک میں چادر ڈال کر گلا مبارک گھونٹ چکے تھے۔

اس میں وہ سفاک اور درندہ صفت بھی تھے جنہوں نے آپ ﷺ کی صاحبزادی سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو نیزہ مار کر اونٹ سے گرا دیا تھا۔

وہ جفا کار بھی تھے جن کے جارحانہ حملوں سے کئی بار مدینہ طیبہ کے در و دیوار ہل چکے تھے۔

وہ ستمگار بھی تھے جنہوں نے آپ ﷺ کے پیارے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کیا اور ان کی ناک کان کاٹنے والے ان کی آنکھیں پھوڑنے والے ان کا جگر چبانے والے بھی اس مجمع میں موجود تھے۔

وہ بے رحم بھی تھے جنہوں نے شمع نبوت کے جان نثار پروانوں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کو رسیوں سے باندھ کر کوڑے مار کر اور گرم ریت پر لٹایا تو کسی کو دہکتے ہوئے کوئلوں پر سلایا تھا، کسی کو سولی پر لٹکا کر شہید کر دیا تھا۔

یہ سب کے سب پریشان تھے کانپ رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ آج نہ جانے ہمارے ساتھ کیا معاملہ ہونے والا ہے؟

مگر آپ ﷺ نے سب مجرمین کو یہ کہہ کر معاف فرما دیا کہ آج کوئی انتقام نہیں، کوئی بدلہ نہیں آج تم پر کوئی ملامت نہیں۔

اے آسمان بول، اے زمین بتا، اے چاند و سورج تم بولو۔

کیا تم نے روئے زمین پر ایسے فاتح اور ایسے رحمدل شہنشاہ کو کبھی دیکھا ہے؟
یا کبھی سنا ہے؟

سن لو!

تمہارے پاس اس کے سوا کوئی جواب نہیں ہے کہ آپ ﷺ جیسا کوئی فاتح ہوا ہے اور نہ ہوگا کیونکہ آپ ﷺ اپنے ہر کمال میں بے مثل و بے مثال ہیں۔

بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ　　　کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ

آپ ﷺ اپنے کمال سے بلندیوں پر پہنچے۔ اور آپ ﷺ نے اپنے جمال سے تاریکیوں کو دور فرمایا۔

حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ　　　صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ آلِہٖ

آپ ﷺ کی تمام خصلتیں پسندیدہ ہیں۔ آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ کی اولاد پر درود و سلام۔

فخر موجودات فخر نوع انسانی رحمت للعالمین حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

"خدا کے دین کے اظہار پر ڈرایا گیا اور (میرے سوا) کسی اور کو نہیں ڈرایا گیا یعنی اظہار اسلام کے وقت اور مجھ کو (خدا کے دین میں) ایذا دی گئی اور کسی کو ایذا نہیں دی گئی۔" (مشکوۃ شریف)

حضرت سلیمان علیہ السلام اور چیونٹی

اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو نبوت اور سلطنت دونوں سعادتوں سے سرفراز فرما کر تمام روئے زمین کا بادشاہ بنا دیا اور چالیس برس تک آپ تخت سلطنت پر جلوہ گر رہے۔

جن و انسان و شیاطین اور چرندوں، پرندوں، درندوں سب پر آپ کی

حکومت تھی سب کی زبانوں کا آپ کو علم عطا کیا گیا۔

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام جن وانس وغیرہ اپنے تمام لشکروں کو لے کر طائف یا شام میں ''وادی نمل'' سے گزرے جہاں چیونٹیاں بکثرت تھیں، تو چیونٹیوں کی ملکہ (جو کہ لنگڑی تھی) اس نے تمام چیونٹیوں سے کہا ''اے چیونٹیوں تم سب اپنے گھروں میں چلی جاؤ ورنہ حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل ڈالے گا۔ چیونٹی کی اس تقریر کو حضرت سلیمان علیہ السلام نے تین میل کی دوری سے سن لیا اور مسکرا دیئے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (سورۃ النمل رکوع ۲ آیت ۱۸)

ترجمہ: ''یہاں تک کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام مع لشکر کے وادی نمل میں آئے تو ایک چیونٹی بولی کہ اے چیونٹیوں! تم اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہ تمہیں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کے لشکر بے خبری میں کچل نہ ڈالیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات سے مسکرا کر ہنس دیئے۔''

چیونٹی کی آواز کو تین میل کی دوری سے سن لینا یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے۔

چیونٹیوں کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ کسی نبی علیہ السلام کے صحابی رضی اللہ عنہ جان بوجھ کر کسی پر ظلم نہیں کر سکتے، کیونکہ چیونٹی نے کہا حضرت سلیمان علیہ السلام اور ان کی فوج اگر چیونٹیوں کو کچل ڈالیں گے تو بے خبری کے عالم میں لاشعوری طور پر ایسا کریں گے ورنہ جان بوجھ کر نبی علیہ السلام کے صحابی رضی اللہ عنہ ہوتے ہوئے وہ کسی پر ظلم وزیادتی نہ کریں گے۔

اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ہنسنا تبسم اور مسکراہٹ ہی ہوتا ہے یہ حضرات کبھی قہقہہ مار کر نہیں ہنستے۔

نشئی بیچارا کیمپ جیل

پرویز خود بھی نشہ کرتا ہے اور شیشہ کیفوں میں سپلائی بھی کرتا ہے پرویز کا خیال ہے کہ میرا کاروبار بھی حلال ہے کیونکہ یہ بھی خطرات سے گھرا ہوا ہے۔ محنت کرتے ہوئے ٹھنڈے پسینے بھی آتے ہیں، اپنے بلند اخلاق کی وجہ سے کسی راہ چلتی خاتون کا پرس نہیں چھینتا۔ نحیف اور کمزور ٹانگوں کی وجہ سے وہ کسی بھی ڈکیٹ گروپ کا لائف ممبر نہیں، پرویز کے قابل ستائش دھندے کے خلاف بلا وجہ حسد کرنے والوں نے قریبی تھانہ میں تحریری طور پر شکائتوں کے انبار لگا رکھے ہیں، پولیس اب خاموش تماشائی نہیں رہ سکتی اور اس سنگین معاملہ کے خلاف ایکشن لینا پولیس کی اب مجبوری ہے۔

خود پولیس کا بھی خوف زدہ ہونا

پرویز کے خلاف تحریری شکائتوں کی وجہ سے پولیس اپنے تمام تر تار چیلنز اور سیاسی مصروفیات کے باوجود ایک ہنگامی اور خفیہ میٹنگ کال کرتی ہے۔ پولیس اپنی کامیاب کارروائی کے لئے دوسرے تھانوں سے بھی رابطہ کرتی ہے، میٹنگ کا ایجنڈا صرف اور صرف پرویز کی سیف اینڈ ساؤنڈ گرفتاری ہی ہوتا ہے۔

پرویز کی سیف اینڈ ساؤنڈ گرفتاری

تھانہ میں خفیہ میٹنگ اس لئے نہیں بلائی جاتی کہ محکمہ پولیس کو پرویز کی گرفتاری پر کسی جوابی ردعمل کا خدشہ دامن گیر ہوتا ہے بلکہ خوف اس کی کمزور صحت کا

ہوتا ہے، اگر پولیس اپنے روائتی انداز میں گرفتاری کے لئے اپنا آہنی ہاتھ ڈالتی ہے تو اس کی روح قفس سے پرواز کر گئی تو اخبارات میں خبر لازمی چھپ جائے گی اس طرح محکمہ پولیس عدلیہ کے از خود نوٹس لینے سے زیر عتاب آسکتا ہے، اس احساس معاملہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک پجارو گاڑی کا بندوبست کیا جاتا ہے، پولیس سرکاری وردی اتار کر ہسپتال کے کپڑے پہن لیتی ہے۔ پرویز پر ہاتھ ڈالنے کے لئے ایک لیڈی کانسٹیبل کو بھی پجارو میں لہنگا پہنا کر ساتھ بٹھا لیا جاتا ہے، تمام تر انتظامات کو حتمی شکل دے کر تھانہ کے روزنامچہ مین باقاعدہ اس پروگرام کا اندراج کیا جاتا ہے، پرویز کو باعزت اور پرامن حراست میں لینے کے لئے گاڑی کو اس کے ڈیرے سے چند میٹر پیچھے ہی روک لیا جاتا ہے۔ لیڈی کانسٹیبل گاڑی سے اتر کر پرویز کے ڈیرا پر پہنچ کر پہلے اسے سلام کرتی ہے پھر اس کی نصف بائیں مونچھ سے پکڑ کر گاڑی تک لے آنے میں کامیاب ہو جاتی ہے، پولیس گاڑی سے اتر کر اسے سلوٹ مارتی ہے اور گاڑی میں بیٹھنے کا اشارہ کرتی ہے، پرویز کے گاڑی میں بیٹھتے ہی پولیس کے چہرے لیڈیز کمانڈو ایکشن کی کامیابی پر چمک اٹھتے ہیں۔ اب پولیس پرویز کو کیمپ جیل کے عقبی آہنی گیٹ سے وارڈن جیل کے حوالے کر کے واپس تھانے آجاتی ہے۔

والہانہ استقبال

وارڈن پرویز کی کلائی مضبوطی سے پکڑ لیتا ہے پرویز کو دیکھ کر دوسرے قیدی بھی آجاتے ہیں اور خوشی سے بھنگڑا ڈالتے ہیں، برسوں سے بچھڑے ساتھی کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا جاتا ہے اس کے کپڑوں پر زرد رنگ ڈالا جاتا ہے اس کا نصف چہرہ کالا کر کے جیل میں گھمایا جاتا ہے قبروں سے پھول منگوا کر اس پر نچھاور کئے جاتے ہیں قیدیوں میں مٹھائی تقسیم کی جاتی ہے پھر اسے بھنگ سردائی پلائی جاتی

ہے اور بھنگڑا ڈالا جاتا ہے۔

ساڈے سر دا سائیں آ گیا، ہے جمالو، ہے جمالو
ساڈا پیر بھائی آ گیا، ہے جمالو، ہے جمالو
ہزاروں خاندانوں کا خفیہ قاتل آ گیا، ہے جمالو، ہے جمالو

لیپ ٹاپ تقریب کا انعقاد

پرویز کی آمد پر قیدیوں کی خوشی عروج پر تھی، جیل انتظامیہ مائیک پر اعلان کرتی ہے کہ ابھی تھوڑی دیر بعد میل آڈیٹوریم میں ایک تقریب منعقد ہو رہی ہے جس میں جرائم میں اعلیٰ کارکردگی کے حامل قیدیوں میں مہمان خصوصی بینظیر بھٹو کے قاتل اس کے خون سے رنگے ہاتھوں سے لیپ ٹاپ تقسیم کریں گے۔ تقریب کے اختتام پر مہمان خصوصی کے اعزاز میں ایک پر تکلف ضیافت کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

پرویز کی تلاش و جستجو

ادھر پرویز کے گھر اس کی خوشبوؤں سے مہکتی ہوئی خوابگاہ اداس ہے۔ اس کی ماں اور بہنیں پرویز کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ کسی کے مشورہ سے بہنیں میو ہسپتال ڈیڈ باڈی سنٹر پہنچ جاتی ہیں تمام حاضر ڈیڈ باڈیز کا بغور مشاہدہ کیا مگر سمجھ نہ آئی تو اپنی ماں کو ساتھ لاتی ہیں ماں ڈیڈ باڈیز کو دیکھتے ہوئے گزر رہی ہے اور ایک ڈیڈ باڈی کے پاس آ کر رک جاتی ہے اور فوراً پکار اٹھتی ہے۔

یہی تو ہے میری آنکھوں کا تارا

میں نے پیدائش سے لے کر اسے اب تک پورے پچیس سال اس کی خدمت کی ہے۔ بھلا میں اسے کیسے بھول سکتی ہوں، ماں کی شناخت کی ر.نی میں

ہسپتال انتظامیہ سے رابطہ کیا جاتا ہے اور تمام قانونی تقاضے مکمل کرتے ہوئے لاش ایمبولنس سے گھر لے آتے ہیں گلی میں پڑی چار پائی پر لاش رکھ دی جاتی ہے شہد کی مکھیوں کی طرح عورتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں، رشتہ دار اور خواتین تو پرویز کی جوانی پر حقیقی آنسو بہاتی ہیں مگر راہ چلتی خواتین لاش دیکھ کر مصنوعی رونا روتے آنکھیں ملتی گزر جاتی ہیں کہ اتنے میں محلے کے ایک جہاں دیدہ بزرگ مسجد میں جاتے ہوئے رک جاتے ہیں لاش دیکھ کر فرماتے ہیں۔

''یہ کس کو اٹھا لائے ہو؟''

یہ الفاظ سن کر سب عورتوں پر سناٹا چھا جاتا ہے، بزرگ نماز کے لئے مسجد چلے جاتے ہیں تو ماں کہتی ہے میں نے زخموں کے نشانات تل وغیرہ دیکھ لئے ہیں۔

بھلا میں اپنے لعل کو کیسے بھول سکتی ہوں!

ماں تو اپنے نالائق بیٹے کو نہیں بھولتی پرویز تو پھر میرا لائق بیٹا تھا اس نے آج تک مجھ سے نشہ کے لئے پیسے نہیں مانگے زندگی میں صرف ایک دفعہ قتل کی دھمکی دی تھی میرا بیٹا معاشرہ کا مفید شہری تھا ضرورت مندوں کے کام آنا اس کا شیوہ تھا۔

ماں روتے ہوئے گاتی ہے!

اینوں رب دی آس رکھاں

اے میرا ڈھول سپاہی، اینوں رب دی آس رکھاں

پتر ہٹاں تے نئیں وکدے توں لب دی پھریں وچ بازار کڑے

کیمپ جیل سے پیغام آتا ہے

پرویز کے گھر کے باہر لوگوں کا اتنا ہجوم ہو گیا تھا کہ کانوں پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی کہ اچانک ایک پہلوان بڑی بڑی مونچھیں تانے آجاتا ہے اور سب کو مخاطب کر

کے کہتا ہے کہ میں کیمپ جیل سے آیا ہوں۔ پرویز کا پیغام ہے کہ میں کیمپ جیل ہوں اور میری ضمانت کا بندوبست کریں، ساتھ ہی اپنا کرایہ اور چائے پانی مانگ لیتا ہے۔

گھر میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے

پرویز کے پیغام سے ماتم کدہ میں خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے، لاش کو وہیں چھوڑتے ہیں اور ماں محلہ کی خواتین کے ساتھ تیز رفتار پک اپ میں کیمپ جیل پہنچ جاتی ہے۔ ماں پرویز کا ماتھا چوم کر کہتی ہے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم فکر نہ کرو میں اپنی سونے کی چوڑیاں بیچ کر صبح ہی تمہاری ضمانت کرواتی ہوں، قیدیوں کو مٹھائی وغیرہ بانٹ کر گھر واپس آجاتی ہیں۔

ڈیڈ باڈی سے حسن سلوک

ماں کہتی ہے ڈیڈ باڈی کو غسل دو، افسوس! پریشانی میں آنکھوں کے گرد اندھیرا ہی چھا گیا تھا، میری عقل پہ پردہ ہی پڑ گیا تھا، نمازی بزرگ واقعی بڑے مردم شناس تھے۔ کچھ لوگ مشورہ دے رہے تھے ڈیڈ باڈی ہسپتال واپس کر دو تو کچھ دفن کے حق میں تھے، آخر حتمی فیصلہ پر میت کو نہلا کر پھولوں کی چادر ڈال کر خشک آنکھوں کے ساتھ سپرد خاک کر دیا جاتا ہے۔ اگلے روز ایصال ثواب کے لئے باقاعدہ قرآن خوانی بھی کی جاتی ہے۔

پرویز سے محلے داروں کی عقیدت

اگلے ہی روز پرویز ضمانت پر رہا ہو جاتا ہے، عقیدت مند اسے محب وطن سیاستدان کی طرح کندھے پر اٹھا کر جلوس کی شکل میں گھر لے آتے ہیں۔ کسی ممکنہ ناخوشگوار واقعہ سے بچنے کے لئے علاقہ کا معزز جواء گروپ لیڈر اسلحہ سے لیس گاڑی

میں جلوس کے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔ گھر تشریف لانے پر ایک محلّہ دار پرویز کو اپنے ذاتی سرمایہ سے کاروبار کی پیشکش کرتا ہے دوسرا محلّہ دار بولا میں پرویز کے حسن اور حسن سلوک کا مداح ہوں میں اس کی شادی ایسے گھر کرواسکتا ہوں جہاں نہ روزی کی فکر ہو نہ روزگار کی۔

حق مہر بھی فری، دلہن بھی فری ہو۔

پرویز سب کی باتیں سنتا ہے مگر اس کی سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔

پرویز کا حال قرآن مجید کی روشنی میں

صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ۔

ترجمہ: ''بہرے گونگے اندھے تو انہیں سمجھ نہیں۔'' (القرآن پ۲ رکوع ۴ص ۲۵)

احادیث مبارکہ

نشہ آور شراب کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''جس شراب کی زیادہ مقدار نشہ پیدا کرے اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے۔'' (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

شراب بطور دوا کے بھی استعمال نہ کی جائے

حضرت وائل بن حجر حضری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ طارق بن سوید رضی اللہ عنہ نے شراب کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو شراب پینے سے منع فرمایا، انہوں نے عرض کیا کہ میں تو اس کو دوا کے لئے استعمال کرتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''وہ دوا نہیں ہے بلکہ وہ تو بیماری ہے۔'' (صحیح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب کے سلسلے میں (اس سے تعلق رکھنے والے) دس آدمیوں پر لعنت کی۔ ایک (انگور وغیرہ سے) شراب نچوڑنے والے پر (اگرچہ کسی دوسرے کے لئے نچوڑے) اور خود اپنے واسطے نچوڑنے والے پر، اور اس کے پینے والے پر اور ساقی یعنی پلانے والے پر اور اس پر جو شراب کو لے کر جائے اور اس پر جس کے لئے وہ لے جائی جائے اور اس کے بیچنے والے پر اور خریدنے والے پر اور اس پر جو کسی دوسرے کو ہدیہ اور تحفہ میں شراب دے اور اس پر جو اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت کھائے۔'' (جامع ترمذی)

مَنّ وسَلویٰ

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام چھ لاکھ بنی اسرائیل کے ساتھ میدان تیہ میں تشریف فرما تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی خوراک آسمان سے دو کھانے اتارے تھے ایک کھانے کا نام "من" اور دوسرے کا نام "سلویٰ" تھا۔ من بالکل سفید شہد کی طرح ایک حلوہ تھا جو روزانہ آسمان سے بارش کی طرح برستی تھی سلویٰ پکی ہوئی بٹیریں تھیں جو آسمان سے نازل ہوا کرتی تھیں۔ اس من اور سلویٰ کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو یہ حکم دیا تھا کہ روزانہ تم لوگ اس کو کھالیا کرو اور کل کے لئے ہر گز ہر گز اس کا ذخیرہ مت جمع کرنا، مگر بعض ضیف الاعتقاد لوگوں کو یہ شبہ ہونے لگا کہ اگر کسی دن من وسلویٰ آسمان سے نہ اترا تو ہم لوگ بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں فاقے مر جائیں گے چنانچہ بنی اسرائیل نے کچھ چھپا کر اگلے روز کے لئے رکھ لیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی سے ایسی نحوست پھیل گئی کہ جو کچھ لوگوں نے کل کے لئے جمع کیا تھا وہ سب سڑ گیا اور آئندہ کے لئے من وسلویٰ اترنا بند ہو گیا۔

اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "بنی اسرائیل نہ ہوتے تو کھانا کبھی خراب نہ ہوتا، کھانا وغیرہ خراب اسی روز سے شروع ہوا اور نہ اس سے پہلے کھانا گوشت وغیرہ خراب نہ ہوتا تھا۔ (تفسیر روح البیان ج ۱ ص ۱۴۲ مصری)

چیف جسٹس (نیوٹیٹل)

حضرت یوسف علیہ السلام کو جب ان کے بھائیوں نے کنویں میں ڈال دیا تو ایک شخص جس کا نام مالک بن ذعر تھا جو مدین کا باشندہ تھا، ایک قافلہ کے ہمراہ اس کنویں کے پاس پہنچا اور اپنا ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے اس ڈول کو پکڑ لیا اور مالک بن ذعر نے آپ کو کنوئیں میں سے نکال لیا تو آپ کے بھائیوں نے اس سے کہا کہ یہ ہمارا بھاگا ہوا غلام ہے۔ اگر تم اس کو خرید لو تو ہم بہت ہی سستا تمہارے ہاتھ بیچ دیں گے۔ چنانچہ ان کے بھائیوں نے صرف بیس[20] درہم میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بیچ ڈالا، مگر شرط یہ لگا دی کہ تم اس کو یہاں سے اتنی دور لے جاؤ کہ اس کی خبر بھی ہمارے سننے میں نہ آئے۔ مالک بن ذعر نے ان کو خرید کر مصر کے بازار کا رخ کیا اور بازار میں ان کو فروخت کرنے کا اعلان کیا۔ ان دنوں مصر کا بادشاہ ریان بن ولید عملیقی تھا اور اس نے اپنے وزیر اعظم قطیفر مصری کو مصر کی حکومت اور خزانے سونپ دیئے تھے اور مصر میں لوگ اس کو ''عزیز مصر'' کے خطاب سے پکارتے تھے جب عزیز مصر کو معلوم ہوا کہ بازار مصر میں ایک بہت ہی خوبصورت غلام فروخت کے لئے لایا گیا ہے اور لوگ اس کی خریداری کے لئے بڑی بڑی رقمیں لے کر بازار میں جمع ہو گئے ہیں تو عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کے وزن برابر سونا، اتنی ہی چاندی اور مشک وغیرہ دے کر خرید لیا اور گھر لے جا کر اپنی بیوی ''زلیخا'' سے کہا کہ اس غلام کو نہایت ہی اعزاز و اکرام کے ساتھ رکھو اس وقت آپ کی عمر شریف تیرہ یا

سترہ برس کی تھی۔ زلیخا حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال پر فریفتہ ہوگئی اس نے حضرت یوسف عیہ السلام سے کھیلنا چاہا تو آپ نے دوڑ لگا دی۔ زلیخا نے بھی دوڑ کر آپ کا پیچھے سے کرتہ پکڑا جو پھٹ گیا اتفاق سے عزیز مصر نے دونوں کو بھاگتے ہوئے دیکھ لیا، زلیخا نے کہا اس غلام کو جیل بھیج دیا جائے یا سخت سزا دی جائے، حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ یہ خود کھیلنے کے لئے میرے پیچھے بھاگی، عزیز مصر نے کہا کہ میں کیسے مان لوں۔ حضرت یوسف عیہ السلام نے کہا کہ گھر میں ایک چار ماہ کا بچہ ہے جو زلیخا کے ماموں کا بیٹا ہے وہ بتلائے گا کہ واقعہ کیا ہے؟ چنانچہ بچے سے عزیز مصر نے پوچھا تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے بچے نے اونچی اور صاف آواز میں کہا۔ (القرآن سورۃ یوسف رکوع ۳)

ترجمہ: ''اگر ان کا کرتا آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور انہوں نے غلط کہا ہے اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے اور وہ سچے ہیں۔''

عزیز مصر نے کہا واقعی حضرت یوسف علیہ السلام سچے ہیں اور زلیخا خطا کاروں میں ہے۔

بارہ ہزار یہودی بند ہو گئے

حضرت داوٗد علیہ السلام کی قوم ''عقبہ'' کے قریب سمندر کے کنارے 'ایلہ' گاؤں میں آباد تھی یہ قوم بڑی خوشحال تھی، اللہ تعالیٰ نے اس قوم کا امتحان اس طرح لیا کہ صرف ہفتہ کے دن مچھلی کا شکار ان پر حرام قرار دے دیا۔ آزمائش اس طرح کی گئی کہ صرف ہفتہ کے روز ہی بے شمار مچھلیاں آتی تھیں، دوسرے دنوں میں بہت ہی کم آتی تھیں۔ اب اس قوم نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اس طرح کی کہ شیطان کے مشورہ سے سمندر سے کچھ نالیاں نکال کر خشکی میں چند حوض بنا لئے ہفتہ کے روز مچھلیاں نالیوں کے ذریعے حوض میں آجاتیں تو نالیوں کا منہ بند کر دیتے ہفتہ کے روز شکار نہ کرتے اگلے روز ان کو پکڑ لیتے حوضوں میں مچھلیاں بند ہو گئیں تو یہی ہفتہ کے روز اِن کا شکار ٹھہرا جو حرام قرار دیا گیا تھا۔

قوم تین گروپ میں تقسیم ہو گئی

گروہ نمبر ۱- کچھ لوگ ایسے تھے جو اس طرح شکار سے باز رہے اور دوسروں کو منع کرتے رہے۔

گروہ نمبر ۲- کچھ لوگ اس شکار کو دل سے بُرا سمجھتے اور دوسروں کو منع نہ کرتے بلکہ روکنے والوں کو کہتے کہ تم ایسی قوم کو کیوں سمجھاتے ہو جنہیں اللہ تعالیٰ ہلاک کرنے والا یا سخت سزا دینے والا ہے۔

گروہ نمبر ۳- تیسرے زبردست سرکش اور اللہ تعالیٰ کے باغی لوگ تھے ان

لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی علانیہ مخالفت کی ہفتہ کے روز شکار کر لیا اور ان مچھلیوں کو کھایا بھی اور کاروبار بھی کیا۔

جب نافرمانوں نے منع کرنے کے باوجود شکار کر لیا تو منع کرنے والوں نے کہا کہ ہمارا ان معصیت کاروں سے کوئی میل ملاپ نہیں ہوگا۔

چنانچہ ان لوگوں نے گاؤں کو تقسیم کر کے درمیان میں ایک دیوار تعمیر کر لی اور آنے جانے کا ایک دروازہ بھی الگ لگا لیا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے ناراض ہو کر شکار کرنے والوں پر لعنت فرمادی تو ایک دن شکار کرنے والوں میں سے کوئی بھی باہر نہ نکلا تو ان کو دیکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار بندوں نے دیوار پر چڑھ کر دیکھا تو وہ سب بندروں کی صورت میں مسخ ہو گئے ہیں لوگ ان کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تو وہ بندر اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کو پہچانتے تھے اور ان کے پاس آ کر اُن کے کپڑوں کو سونگھتے تھے اور زار وقطار روتے تھے مگر لوگ ان بندر بن جانے والوں کو نہیں پہچانتے تھے۔ بندر بن جانے والوں کی تعداد بارہ ہزار تھی یہ سب تین دن تک زندہ رہے اور اس وقت تک نہ کچھ کھایا نہ پیا اسی حالت میں سب مر گئے۔ شکار سے منع کرنے والے اور دل سے بُرا جان کر خاموش رہنے والوں کو بھی اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے (البقرہ رکوع ۸)۔

ترجمہ: ''اور بے شک تم ان لوگوں کو جانتے ہو جو تم میں سے سنیچر کے بارے میں حد سے بڑھ گئے تھے تو ہم نے کہہ دیا کہ تم لوگ دھتکارے ہوئے بندر ہو جاؤ۔''!

حضرت عیسیٰ علیہ السلام روضۂ اقدس میں دفن ہوں گے

قیامت قائم ہونے سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول بھی ہے۔ بنی اسرائیل کے کچھ لوگ ملک شام میں آباد تھے، حکومت کی سختیوں سے تنگ آکر یہ لوگ عرب میں آگئے اور مدینہ طیبہ اور خیبر کے مقامات پر آبسے رفتہ رفتہ ان کے اثر سے کچھ عرب بھی یہودی ہو گئے، یہودی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیرو تھے ان کے پاس الہامی کتاب تورات تھی، تورات میں لکھا ہوا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے دین کو منسوخ کر دیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبوت و رسالت کے منصب پر فائز کیا تو آپ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کو ایمان اور ایمانی زندگی کی دعوت دی تو آپ کی قوم کے لوگوں نے آپ کو جھوٹا مدعی نبوت قرار دے کر سولی کے ذریعے موت دینے کا فیصلہ کر لیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بارہ یا انیس لوگ ایمان لائے باقی تمام یہودی اپنے کفر پر جمے رہے۔ یہودیوں نے ایک شخص جس کا نام "ططیانوس"، تھا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے لئے آپ کے گھر بھیجا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک بدلی کے ساتھ تشریف لائے اور اس بدلی نے آپ کو آسمان پر پہنچا دیا، یہ واقعہ بیت المقدس میں پیش آیا۔

"ططیانوس" بہت دیر تک مکان کے اندر ہی رہا، یہودیوں نے مکان کے اندر جا کر دیکھا تو "ططیانوس" کو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شکل میں تبدیل کر دیا، یہودیوں نے ططیانوس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمجھ کر قتل کر دیا، اس

کے فوری بعد ططیانوس کے گھر والوں نے غور سے دیکھا تو صرف چہرہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسا تھا، باقی پورا جسم ططیانوس ہی کا تھا تو ططیانوس کے گھر والوں نے کہا کہ اگر یہ مقتول حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں تو ہمارا ططیانوس کہاں ہے؟ اور اگر یہ ططیانوس ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں گئے۔اس واقعہ کے بعد یہودیوں نے ایک دوسرے کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بے شمار یہودی قتل ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب زمین میں اتریں گے اور نبی آخر الزماں ﷺ کی شریعت پر عمل کریں گے، دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے دنیا میں عدل فرما کر وفات پائیں گے پھر مدینہ منورہ میں گنبد خضرا کے اندر دفن کئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے (سورۃ النساء رکوع ۲۲)۔

ترجمہ: ''اور یقیناً یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اُٹھالیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔''

یہودیوں کا عقیدہ

اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل ہو گئے اور سولی پر چڑھائے گئے تو وہ شخص کافر ہے کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہی ارشاد فرمایا ہے کہ نہ تو ان کو قتل کیا گیا اور نہ یہ سولی پر لٹکائے گئے۔

سچے ایمان والوں کا عقیدہ

تو یہ ہے کہ یہودیوں نے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا نہ ان کو سولی پر

لٹکایا بلکہ ان کے لئے ان کی شبیہ کا ایک بنادیا گیا۔

حدیث مبارکہ

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"عیسیٰ بن مریم زمین پر نازل ہوں گے، وہ یہاں آ کر نکاح بھی کریں گے اور ان کی اولاد بھی ہوگی۔ اور وہ پینتالیس ۴۵ سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہو جائے گی، وفات کے بعد ان کو میرے ساتھ (اس جگہ جہاں میں دفن کیا جاؤں گا) دفن کیا جائے گا، پھر جب قیامت قائم ہوگی تو میں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور عیسیٰ بن مریم ابوبکر (رضی اللہ عنہ) اور عمر (رضی اللہ عنہ) کے درمیان قبر کی اسی جگہ سے اٹھیں گے۔" (کتاب ابوفالا بن الجوزی)

بدل کر سر بسر انجیل کی تعلیم قصوں میں
خدا کو کر دیا تقسیم پورے تین حصوں میں

(معاذ اللہ)

لوح بھی تو قلم بھی تو

لوح بھی تُو قلم بھی تُو تیرا وجود الکتاب
گنبد آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب

عالم آب و خاک میں، تیرے ظہور سے فروغ
ذرۂ ریگ کو دیا، تُو نے طلوع آفتاب

شوکت سنجر و سلیم، تیرے جلال کی نمود
فقر جنید و بایزید رحمۃ اللہ علیہما، تیرا جمال بے نقاب

شوق تیرا اگر نہ ہو میری نماز کا امام
میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب

تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پا گئے
عقل غیاب و جستجو، عشق حضور و اضطراب

(علامہ اقبال)

اصحاب فیل و لشکر ابابیل

''ابرہہ'' یمن وحبشہ کا بادشاہ تھا، اس نے شہر ''صنعاء'' میں ایک گرجا گھر بنایا تھا اس کی خواہش تھی کہ حج کرنے والے بیت اللہ شریف نہ جائیں بلکہ صنعاء میں آئیں اسی گرجا گھر کا طواف کریں اور یہیں حج کا میلہ ہوا کرے عرب خصوصاً قریشیوں کو یہ بات بہت شاق گزری، چنانچہ قریش کے قبیلہ بنو کنانہ کے ایک شخص نے آپے سے باہر ہو کر صنعاء کا سفر کیا اور ابرہہ کے گرجا گھر میں داخل ہو کر پیشاب پاخانہ کر دیا اور اس کے درو دیوار کو نجاست سے آلودہ کر ڈالا۔ ابرہہ کو اس حرکت پر سخت طیش آیا اور اس نے بیت اللہ شریف کو گرانے کی قسم کھالی اور کعبۃ اللہ کو گرانے کے لئے اپنے لشکر سمیت چل پڑا۔ لشکر میں بہت سے ہاتھی بھی تھے۔ ان کا پیشرو ایک بہت بڑا کوہ پیکر ہاتھی تھا اس کا نام محمود تھا۔ ابرہہ اپنی فوج کے ساتھ مکہ معظّمہ پر حملہ آور ہوا اور اہل مکہ کے سب جانوروں کو اپنے قبضہ میں لے لیا، آپ ﷺ کے دادا سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے اونٹ بھی قبضہ میں کر لئے سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے متولی اور اہل مکہ کے سردار تھے۔ آپ بڑے بارعب انسان تھے آپ ابریہہ کے پاس آئے ابرہہ نے آپ کی بڑی تعظیم کی اور تشریف لانے کا مقصد پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم میرے اونٹ واپس کر دو۔ یہ سن کر ابرہہ نے کہا کہ مجھے تعجب ہوا ہے کہ میں تو آپ کے کعبۃ اللہ کو گرانے کے لئے فوج لے کر آیا ہوں جو آپ کا اور آپ کے باپ دادا کا ایک مقدس مقام ہے آپ نے اس کے بارے میں تو کچھ

مسجد نبوی شریف   بابِ الصدیق دورِ ترک

مسجد نبوی شریف کا اندرونی منظر، آب زم زم کے کولر اور ممبرِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مسجد قبلتین (مدینہ منورہ)
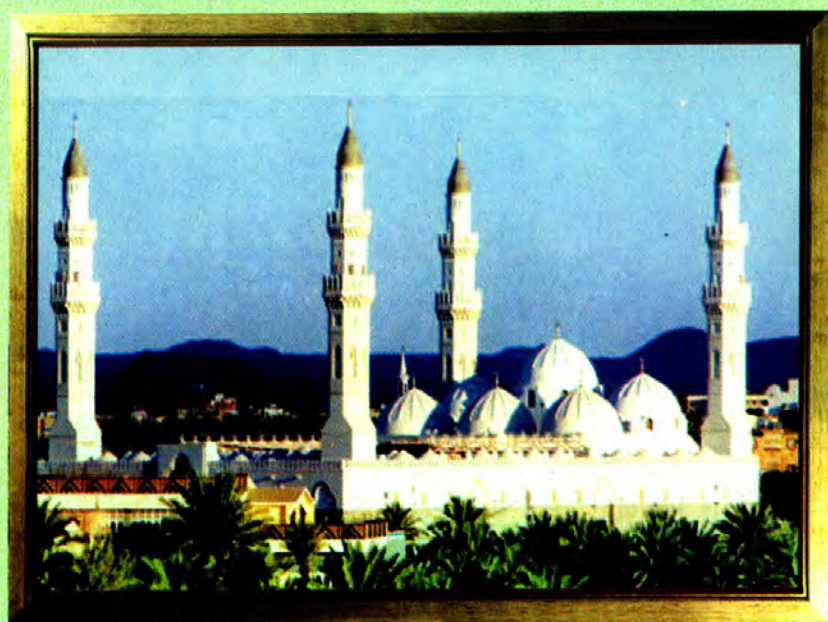
مسجد قباء (مدینہ منورہ)

وہ مبارک مقام جہاں دس ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی جو بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے

غزوہ اُحد کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر نمازیں ادا فرمائیں
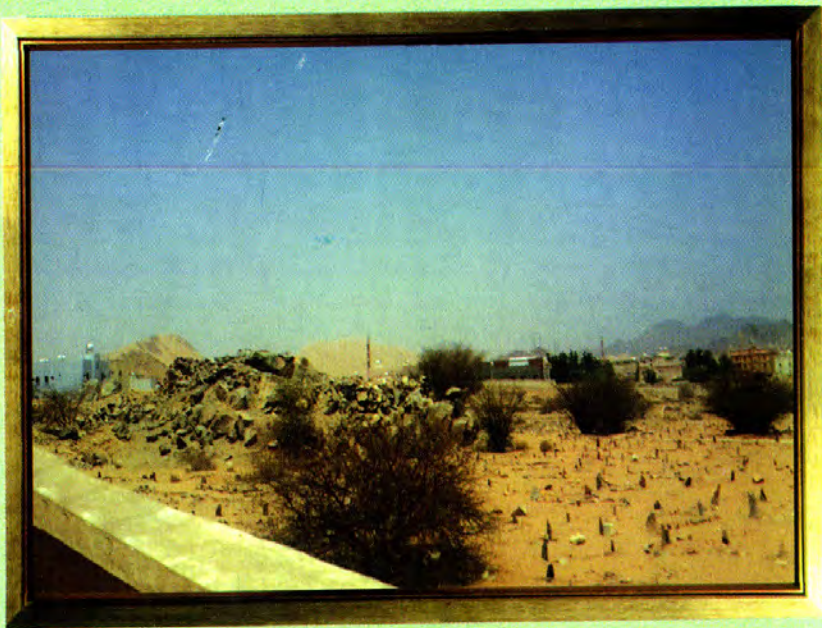
مزارتِ شہدائے بدر

مقام بدر جہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعا فرمائی تھی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی امداد کے لیے فرشتوں کو نازل فرمایا تھا

بھی نہیں کہا صرف اپنے اونٹوں کا مطالبہ کر رہے ہیں؟ سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے اونٹوں ہی کا مالک ہوں اس لئے اونٹوں کے لئے کہہ رہا ہوں اور مکہ مکرمہ کا جو مالک ہے وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا مجھے اس کی کوئی فکر نہیں، ابرہہ نے آپ کے اونٹوں کو واپس کر دیا۔ پھر حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے قریش سے ارشاد فرمایا تم لوگ پہاڑوں کی گھاٹیوں اور چوٹیوں پر پناہ گزین ہو جاؤ چنانچہ قریش نے آپ کے مشورہ پر عمل کیا اس کے بعد سیدنا حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا دروازہ پکڑ کر بارگاہ رب العزت میں بیت اللہ کی حفاظت کے لئے خوب رو رو کر دعا مانگی دعا سے فارغ ہو کر آپ بھی اپنی قوم کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ابرہہ نے صبح سویرے اپنی فوج کو کعبۃ اللہ پر دھاوا بول دینے کا حکم دے دیا اور ہاتھیوں کو چلنے کے لئے اٹھایا، لیکن ہاتھیوں کا سردار محمود کعبۃ اللہ کی طرف نہ چلا جس طرف اسے چلاتے تھے چلتا تھا مگر کعبۃ اللہ کی طرف چلاتے تو وہ بیٹھ جاتا تھا، اتنے میں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی جانب سے پرندوں کا لشکر بھیج دیا اور ہر پرندے کے پاس تین کنکریاں تھیں دو پنجوں میں اور ایک چونچ میں، ابابیلوں کے اس لشکر نے ابرہہ کی فوجوں پر اس زور کی سنگباری کی کہ ابرہہ کی فوج بدحواس ہو کر بھاگنے لگی، کنکریاں دیکھنے میں تو چھوٹی چھوٹی سی تھیں لیکن وہ قہر الٰہی کے پتھر تھے کہ پرندے جب ان کنکریوں کو گراتے تو وہ سنگ ریزے فیل سواروں کو خود توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی کے بدن کو چھیدتے ہوئے زمین پر گرتے تھے، ہر کنکری پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس کنکری سے ہلاک کیا گیا۔ اس طرح ابرہہ کا پورا لشکر ہلاک و برباد ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظّمہ کو محفوظ رکھا۔

یہ واقعہ جس سال وقوع پذیر ہوا اس سال کو اہل عرب ''عام الفیل'' (ہاتھی والا سال) کہنے لگے اور اس واقعہ سے پچاس روز بعد فخر موجودات فخر نوع انسانی

رحمت عالم حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کو قرآن مجید میں اس طرح بیان فرمایا ہے۔ (پ ۳۰ سورۃ الفیل)

ترجمہ: ''اے محبوب (ﷺ) کیا آپ (ﷺ) نے نہ دیکھا کہ آپ (ﷺ) کے رب نے ہاتھی والوں کا کیا حال کر دیا۔ کیا ان کی خفیہ تدبیر کو تباہی میں نہ ڈال دیا، اور ان پر پرندوں کے لشکروں کو بھیج دیا کہ انہیں کنکر کے پتھروں سے ماریں تو انہیں ایسا کر ڈالا جیسے کھائی ہوئی کھیتی کی پتی۔''

چار قابل عبرت عورتیں

واھلہ

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی تھی اور برسوں اللہ تعالیٰ کے نبی برحق کی خدمت سے سرفراز رہی، مگر افسوس کہ اس بدنصیب کو ایمان نصیب نہ ہوا بلکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام کی دشمنی بے ادبی اور توہین کی بنا پر بے ایمان ہو کر مر گئی اور جہنم رسید ہوئی، یہ ہمیشہ اپنی قوم میں حضرت نوح علیہ السلام کو مجنون اور پاگل کہتی تھی اور حضرت نوح علیہ السلام کی تبلیغ سے لوگوں کو بدظن کرتی تھی۔

واعِلہ

یہ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی تھی یہ بھی اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی کی زوجیت اور خدمت میں برسوں سرفراز رہی، اس بدنصیب عورت نے سچے دل سے ایمان قبول نہ کیا بلکہ عمر بھر منافق رہی اور اپنے نفاق کو چھپائے رکھا۔ جب قوم لوط پر عذاب آیا اور پتھروں کی بارش ہونے لگی تو حضرت لوط علیہ السلام مومنین اور اپنے گھر والوں کو ساتھ لے کر بستی سے باہر چلے گئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی عذاب میں گرفتار ہو جائے گا۔ چنانچہ آپ کے ساتھیوں میں سے کسی نے بھی بستی کی طرف نہ دیکھا اور وہ سب عذاب سے محفوظ رہے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی چونکہ منافق تھی اس نے آپ کے فرمان کو ٹھکرا کر بستی کی طرف دیکھ لیا اور شہر کو الٹ پلٹ ہوتے دیکھ کر چلانے لگی کہ "ہائے رے میری قوم"! یہ زبان سے الفاظ نکلنے کی دیر ہوئی کہ ناگہاں عذاب کا ایک پتھر اس کو لگا اور یہ بھی ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوئی۔

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا

حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا فرعون کی بیوی تھیں فرعون خود تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن تھا، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا نے جب جادوگروں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں مغلوب ہوتے دیکھا تو فوراً ان کے دل میں ایمان کا نور چمک اٹھا اور وہ ایمان لے آئیں۔ ایمان لانے کی پاداش میں فرعون نے ظلم کے پہاڑ توڑنے شروع کردیئے فرعون کے گھر کا سکھ چین ایمان پر سب کچھ قربان کردیا فرعون کے ظلم میں ایمان کی لذت محسوس ہوتی تھی۔ فرعون نے آسیہ کو ایمان سے محروم کرنے کے لئے خوب مارا پیٹا جب پھر بھی ان کے ایمان میں لغزش نہ آئی تو فرعون. نے سخت سے سخت سزا کے لئے سخت دھوپ میں لٹا دیا پانی بند کردیا سینے پر بھاری پتھر رکھ دیا تاکہ ہل نہ سکیں دونوں ہاتھوں دونوں پاؤں میں میخیں ٹھونک دیں سبحان اللہ کیسا ایمان تھا کہ ہر ہر ظلم میں ٹھنڈک محسوس کرتی تھیں۔

فرعون کے گھر کا سکھ چین ٹھکرا کر آپ کا ایمان متزلزل نہ ہوا بلکہ ایمان میں اور نکھار آتا گیا اور شدید مصائب کے باوجود اپنے ایمان پر قائم و دائم رہیں اور فرعون کے کفر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور جنت کی دعائیں مانگتی رہیں پھر اسی حالت میں شہادت سے سرفراز ہوئیں۔

ابنِ کیسان کا قول ہے کہ وہ زندہ ہی اٹھا کر جنت میں پہنچا دی گئیں۔

حضرت مریم رضی اللہ عنہا

حضرت مریم رضی اللہ عنہا، آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قدرت خداوندی سے بغیر باپ پیدا ہوئے اس لئے ظالم قوم نے آپ کو طعن اور بدگوئیوں سے سخت ایذائیں پہنچائیں مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو صبر سے نوازا تھا اسی صبر کی بدولت حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو خالق حقیقی نے بڑے بڑے مراتب و درجات سے سرفراز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی پاکیزگی کو قرآن مجید میں بار بار ارشاد فرمایا ہے۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کافروں کی مثال دیتا ہے جیسے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی (واہلہ) اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی (واعلہ) یہ دونوں ہمارے دو مقرب بندوں کے نکاح میں تھیں، پھر ان دونوں نے ان دونوں سے دغا کی تو وہ دونوں پیغمبران دونوں عورتوں کے کچھ کام نہ آئے اور ان دونوں عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہو گیا کہ تم دونوں جہنمی عورتوں کے ساتھ جہنم میں داخل ہو جاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مثال بیان فرماتا ہے، فرعون کی بیوی (آسیہ رضی اللہ عنہا) جب انہوں نے عرض کی کہ اے میرے رب! میرے لئے اپنے پاس جنت میں

گھر بنا، اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش اور عمران کی بیٹی مریم (رضی اللہ عنہا) جس نے اپنی پارسائی کی حفاظت کی تو ہم نے اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی اور اس نے اپنے رب کی باتوں اور اس کی کتابوں کی تصدیق کی اور فرمانبرداروں میں سے ہوئی۔"!(سورۃ التحریم رکوع ۲ پ ۲۸)

درس عبرت

واہلہ اور واعلہ، دونوں نبی کی بیویاں ہو کر کفر ونفاق میں گرفتار ہو کر جہنم رسید ہوئیں۔

فرعون جیسے کافر کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا ایمان کامل کی دولت پا کر جنت میں داخل ہوئیں، حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا حق ظاہر ہو جانے کے بعد اس طرح ایمان لائیں کہ فرعون کے گھر کے سب آرام و راحت کو ٹھکرا دیا اور بے پناہ تکلیفوں اور ایذاؤں کے باوجود اپنے ایمان پر قائم رہیں بلاشبہ یہ باتیں قابل عبرت ہیں۔

غزوۂ خندق

غزوہ خندق ۴ھ یا ۵ھ میں پیش آیا۔ جب "بنونضیر" کے یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا تو یہودیوں کے سرداروں نے مکہ مکرمہ جا کر کفار مکہ کو حضور ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کی ترغیب دلائی اور اپنے تعاون کا وعدہ کیا۔ یہودیوں نے نقد رقم اور کثیر تعداد میں اسلحہ فراہم کر کے کفار مکہ کو مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لئے راضی کر لیا۔ ابوسفیان نے مشرکین مکہ اور یہودیوں کے بہت سے قبائل کو جمع کر کے ایک عظیم فوج کے ساتھ مدینہ منورہ پر دھاوا بول دیا۔ مکہ مکرمہ سے قبیلہ "خزاعہ" کے چند لوگوں نے آپ ﷺ کو یہود و کفار کی جنگی تیاریوں کی اطلاع دے دی تو آپ ﷺ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے مدینہ کے گرد ایک خندق کھدوانی شروع کر دی اس خندق کو کھودنے میں حضور ﷺ نے خود بھی مسلمانوں کا ساتھ دیا، مسلمان ابھی خندق کھود کر فارغ ہی ہوئے تھے کہ مشرکین ایک لشکر جرار لے کر ٹوٹ پڑے۔ مدینہ طیبہ پر ہلّہ بول دیا تین اطراف سے کفار کا لشکر اتنی شدت کے ساتھ امنڈ پڑا کہ مدینہ منورہ کی فضاؤں میں ہر طرف گرد و غبار کا طوفان اٹھ گیا اس خوفناک چڑھائی اور لشکر کفار کی معرکہ آرائی کا نقشہ قرآن پاک کی زبان سے سنیئے۔ (القرآن پ ۲۱ سورۃ الاحزاب رکوع ۳)

ترجمہ: "جب کافر تم پر حملہ آور ہوئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جب کہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور دل گلوں کے

پاس آ گئے اور تم اللہ پر (اُمید و یاس) کے طرح طرح کے گمان
کرنے لگے، یہ وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کا امتحان ہوا، اور خوب سختی
سے وہ جھنجھوڑ دیئے گئے۔"

اس لڑائی میں منافقین جو مسلمانوں کے دوش بدوش کھڑے تھے وہ کفار کے ان لشکروں کو دیکھتے ہی بزدل ہو کر پھسل گئے اور ان کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا اور جنگ سے پیچھا چھڑا کر اپنے گھروں میں چھپ کر بیٹھے رہنے کی اجازت طلب کرنے لگے۔

لیکن اسلام کے پیچھے جان نثار انصار و مہاجرین اس طرح سینہ سپر ہو کر ڈٹ گئے کہ کوہ "سلع" اور کوہ "احد" کی پہاڑیاں سر اٹھا اٹھا کر مجاہدین اسلام کی جاں نثاریوں کو حیرت کی نگاہ سے دیکھنے لگیں، ان فدا کاروں کی ایمانی جرات اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس طرح ارشاد فرماتا ہے۔ (القرآن الاحزاب پ ۲۱ رکوع ۳)

ترجمہ: "اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو بول پڑے کہ
یہ وہ ہے جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے
اور سچ فرمایا اللہ تعالیٰ اور رسول (ﷺ) نے اور اس سے انہیں
نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا۔"

کفار نے جب مدینہ منورہ کے گرد خندق کو حائل دیکھا تو حیران ہو گئے اور کہنے لگے یہ تو ایسی تدبیر ہے جس سے اہل عرب اب تک ناواقف تھے۔ پھر بھی کفار نے خندق کے کنارے کھڑے ہو کر زبردست تیر اندازی اور سنگباری شروع کر دی، کہیں کہیں سے کافروں نے خندق کو کراس بھی کر لیا اور جم کر لڑائی بھی ہوئی، مسلمان کافروں کے اس محاصرہ سے پریشان بھی تھے مگر ان کے عزم و استقلال میں رائی برابر بھی فرق نہ آیا۔ وہ اپنے اپنے محاذ پر ڈٹ کر دفاعی جنگ لڑتے رہے، پھر اچانک اللہ

تعالیٰ نے مسلمانوں کی اس طرح مدد فرمائی کہ اچانک مشرق کی جانب سے ایک ایسی طوفان خیز اور ہلاکت انگیز شدید آندھی آئی جو قہر و غضب بن کر کفار پر چھا گئی، دیگیں چولہوں سے گر گئیں خیمے اکھڑ گئے اور ہر طرف گھٹا ٹوپ اور اندھیرا چھا گیا اور شدید سردی نے کفار کو جھنجھوڑ دیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی فوج بھیج دی جن کے رعب و دبدبہ سے کفار کے دل دہل گئے اور ان پر ایسی دہشت و وحشت سوار ہوگئی کہ انہیں راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا۔ چنانچہ لشکر کفار کے سپہ سالار ابوسفیان نے ہانپتے کانپتے ہوئے اپنے لشکر میں یہ اعلان کر دیا کہ راشن ختم ہو گیا ہے موسم سخت خراب ہے اور یہودیوں نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا ہے، لہٰذا اب مدینہ کا محاصرہ فضول ہے یہ کہہ کر بھاگنے کا نقارہ بجا دیا اور بہت سا سامان چھوڑ کر بھاگ نکلا اور دوسرے قبائل بھی ادھر ادھر بھاگ گئے۔ اور پندرہ یا چوبیس روز کے بعد مدینہ طیبہ کا مطلع کفار کے گرد و غبار سے صاف ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں غزوہ احزاب کی جس آندھی کا ذکر فرمایا ہے یہی وہ آندھی ہے۔ (القرآن پ۲۱ الاحزاب رکوع ۲)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور وہ لشکر بھیجے جو تم کو نظر نہ آئے۔''

فرعونیوں پر پانچ عذاب

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اژدھا بن کر جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا تو جادوگر سجدے میں گر گئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے مگر فرعون اور اس کے متبعین نے اب بھی ایمان قبول نہ کیا، بلکہ فرعون کی سرکشی اور بڑھ گئی اور اس نے بنی اسرائیل کے مومنین اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دل آزاری اور ایذا رسانی میں اپنی کوششیں اور تیز کر دیں۔

فرعون کے مظالم سے تنگ دل ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند قدوس کے دربار میں اس طرح دعا کی۔

> ”اے میرے رب! فرعون زمین میں بہت ہی سرکش ہو گیا ہے، اور اس کی قوم نے عہد شکنی کی ہے، لہٰذا تو انہیں ایسے عذابوں میں گرفتار فرما لے جو ان کے لئے سزاوار ہو، اور میری قوم اور بعد والوں کے لئے عبرت ہو۔“

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرعونیوں پر پانچ عذاب مسلط فرما دیئے۔

۱۔طوفان

ناگہاں ایک بادل آیا اور ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور زوردار بارش شروع ہو گئی اور طوفان آ گیا فرعونیوں کے گھروں میں پانی بھر گیا اور وہ اس میں کھڑے رہ گئے

اور پانی گردنوں تک آ گیا ان میں سے جو بیٹھا وہ ڈوب کر ہلاک ہو گیا نہ ہل سکتے تھے نہ کوئی کام کر سکتے تھے ان کی کھیتیاں اور باغات طوفان سے برباد ہو گئے۔ سنیچر سے سنیچر (جمعہ کے بعد کا دن ہفتہ) تک مسلسل سات روز تک وہ لوگ اس مصیبت میں مبتلا رہے اس طوفان کی کمال بات یہ تھی فرعونیوں کے گھروں کے ساتھ بنی اسرائیل کے گھر ملے ہوئے تھے مگر بنی اسرائیل کے گھر محفوظ رہے۔ اور وہ اپنے گھروں میں پرسکون تھے جب فرعونیوں میں اس عذاب کو برداشت کرنے کی ہمت نہ رہی تو پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اگر یہ مصیبت ٹل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا سے طوفان کا عذاب اٹھالیا گیا پھر زمین سر سبز اور شاداب ہو گئی غلہ اور پھل خوب پیدا ہوئے یہ دیکھ کر فرعونی اپنے وعدہ سے منحرف ہو گئے اور کہنے لگے یہ طوفان تو ہمارے لئے نعمت کا سامان تھا پھر سرکشی اور ظلم و ستم کا بازار گرم کر دیا۔

۲-ٹڈیاں

ایک ماہ تک تو فرعونی نہایت عافیت میں رہے لیکن جب ان کا کفر و ظلم پھر بڑھنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے قہر و عذاب کو ٹڈیوں کی شکل میں بھیج دیا۔ ٹڈیوں کے جھنڈ کے جھنڈ آ گئے جو ان کے کھیت باغ اور مکانوں کی لکڑیاں تک کھا گئیں، فرعونیوں کا سانس لینا مشکل ہو گیا۔ بنی اسرائیل کے کھیت باغ اور مکانات ان ٹڈیوں کی یلغار سے محفوظ رہے یہ دیکھ کر فرعونیوں کو بڑی حیرت ہوئی آخر اس عذاب سے تنگ آ کر پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد کیا کہ آپ اس عذاب کے ٹل جانے کی دعا فرمائیں ہمارا وعدہ ہے کہ اب ہم ایمان ضرور لائیں گے اور نہ ہی بنی اسرائیل کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائیں گے آخر ساتویں دن یہ عذاب بھی ٹل گیا یہ لوگ پھر ایک ماہ تک سکون سے

رہے لیکن پھر عہد شکنی کی اور ایمان نہ لائے پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور مومنین کو ایذائیں دینے لگے اور کہنے لگے کہ جو کھیتیاں اور پھل بچ گئے ہیں ہمارے لئے وہی کافی ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا دین چھوڑ کر ایمان نہیں لائیں گے۔

۳۔گھن

ایک ماہ بعد پھر ان ظالموں پر ''قحل'' کا عذاب مسلط ہو گیا۔ یہ گھن تھا جو فرعونیوں کے اناج اور پھلوں کو کھا گیا۔ گھن فرعونیوں کے کپڑوں میں گھس کر ان کی جلد کو ان کی مونچھوں بھنوؤں سر کے بال چہروں کو کاٹ کاٹ کر انہیں چیچک رو بنا دیا یہ کیڑے ان کے پانی کھانے کے برتنوں میں گھسے رہتے تھے جس سے یہ لوگ نہ کچھ کھا سکتے تھے نہ پی سکتے تھے اور نہ سکون سے سو سکتے تھے یہاں تک کہ ایک ہفتہ کے اس قہر آسمانی سے یہ لوگ چیخ اٹھے اور پھر ظالموں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حضور حاضر ہو کر عذاب ٹلنے کی درخواست کی اور ایمان لانے کا پختہ عزم کرنے لگے۔ چنانچہ ان لوگوں کی گریہ زاری پر رحم کھا کر آپ نے دعا کر دی جس سے عذاب رفع ہو گیا۔ لیکن عجیب ظالم قوم تھی پھر عہد توڑ دیا اور پہلے سے بھی زیادہ ظلم وستم کرنے پر کمر باندھ لی ایک ماہ بعد پھر ان پر مینڈک کا عذاب نازل ہو گیا۔

۴۔مینڈک

ان فرعونیوں کی بستیوں اور ان کے گھروں میں اچانک بے شمار مینڈک پیدا ہو گئے کوئی آدمی بات کرنے یا کھانا کھانے کے لئے منہ کھولتا تو اس کے منہ میں مینڈک کود کود کر گھس جاتے کھانے پکانے کے برتنوں میں اور ان کے جسموں پر کتنی کتنی تعداد میں مینڈک سوار رہتے۔ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے ہر حالت مینڈک ساتھ رہتے۔ اس عذاب سے فرعونی رو پڑے پھر گریہ زاری کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

بارگاہ میں دعا کی بھیک مانگنے کے لئے آئے اور بڑی بڑی قسمیں کھا کھا کر عہد و پیمان کرنے لگے کہ ہم اب ضرور ضرور ایمان لائیں گے اور مومنین پر آئندہ کبھی بھی ظلم نہ کریں گے۔ آخر ان کی حالت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ترس آ گیا ساتویں روز یہ عذاب بھی اٹھالیا گیا، عجیب قوم تھی بار بار عہد توڑتی تھی اور پھر اپنی خبیث حرکتوں میں مشغول ہو جاتے مومنین کو ستاتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین اور بے ادبی کرتے تھے آخر یہ لوگ پھر عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گئے اب ان پر خون کا عذاب قہر الٰہی بن کر اتر پڑا۔

۵-خون

ایک دن اچانک ان لوگوں کے تمام کنوؤں نہروں کا پانی خون ہو گیا تو اب ان لوگوں نے اپنے آقا فرعون سے فریاد کی تو اس نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جادوگری ہے یہ سن کر فرعونی بولے یہ کیسی جادوگری کہ ہمارے کھانے پینے کے برتن خون سے بھرے پڑے ہیں اور مومنین پر اس کا ذرا بھی اثر نہیں تو فرعون نے حکم دیا کہ فرعونی لوگ مومنین کے ساتھ ایک ہی برتن سے پانی نکالیں مگر اللہ تعالیٰ کی قدرت کہ مومنین اسی برتن سے پانی نکالتے تو نہایت ہی صاف شفاف اور شریں پانی نکلتا اور فرعونی جب اسی برتن سے پانی نکالتے تو تازہ خون نکلتا۔ یہاں تک کہ فرعونی لوگ پیاس سے بے قرار ہو کر مومنین کے پاس آئے اور کہا کہ ہم دونوں ایک ہی برتن سے ایک ساتھ پانی پئیں گے۔ مگر قدرت خداوندی کا عجیب جلوہ آتا کہ ایک ہی برتن سے ایک ساتھ منہ لگا کر دونوں پانی پیتے تھے مگر مومنین کے منہ میں جو جاتا وہ پانی ہوتا تھا اور فرعونیوں کے منہ میں جو جاتا وہ خون ہی ہوتا تھا۔ مجبور ہو کر فرعون اور فرعونی قوم گھاس اور درختوں کی جڑیں اور چھالیں چبا چبا کر چوستے تھے، مگر اس کی رطوبت بھی ان کے

منہ میں جا کر خون بن جاتی تھی۔ الغرض مردود فرعونیوں نے پھر گڑ گڑا کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دعا کی درخواست کی تو آپ نے پیغمبرانہ رحم وکرم فرما کر پھر ان لوگوں کے لئے دعا فرما دی تو ساتویں دن اس خونی عذاب کا سایہ بھی ان کے سروں سے اٹھ گیا۔ اس سرکش اور ظالم قوم پر مسلسل پانچ عذاب آئے اور ہر عذاب ساتویں دن ٹلتا رہا۔ مگر فرعون اور فرعونیوں کے دلوں پر شقاوت و بدبختی کی ایسی مہر لگ چکی تھی کہ پھر بھی وہ ایمان نہ لائے اور اپنے کفر پر ڈٹے رہے۔ عہد پر عہد توڑتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا آخری عذاب ان کو دریائے نیل میں غرق کر دیتا ہے یہ لوگ دنیا سے اس طرح نیست و نابود کر دیئے گئے کہ آج روئے زمین پر ان کی قبروں کا نشان بھی موجود نہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ان پانچ عذابوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے۔

القرآن! (پ ۹ الاعراف رکوع ۱۶)

ترجمہ: ”تو بھیجا ہم نے طوفان اور ٹڈی اور گھن اور مینڈک اور خون جدا جدا نشانیاں تو انہوں نے تکبر کیا اور وہ (فرعونی) مجرم قوم تھی اور جب ان پر عذاب پڑتا تو وہ کہتے اے موسیٰ (علیہ السلام) ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کو تمہارے پاس ہے، بے شک اگر تم ہم پر سے عذاب اٹھا دو گے تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ کر دیں گے پھر جب ہم ان سے عذاب اٹھا لیتے ایک مدت کے لئے جس مدت تک انہیں پہنچنا ہے جبھی وہ پھر جاتے تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو انہیں دریا میں ڈبو دیا، اس لئے کہ وہ ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے اور ان سے غفلت برتتے تھے۔“

بدنیتی سے باغ راکھ ہوگیا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر اٹھا لئے جانے کے چند روز بعد کا واقعہ ہے کہ یمن میں ''صنعاء'' شہر سے دو کوس کے فاصلہ پر ایک باغ تھا جس کا نام خردان تھا، اس باغ کا مالک بہت نیک اور سخی تھا اس کا یہ دستور تھا کہ پھل توڑنے سے پہلے مسکینوں کو بلاتا اور اعلان کرتا کہ جو پھل ہوا سے گرے یا جو ہماری جھولی سے گریں وہ سب مسکینوں کا حصہ ہوگا اس طرح باغ کا کافی پھل مسکینوں غریبوں کو مل جاتا باغ کا مالک اس جہاں سے رخصت ہوگیا تو اس کے تین بیٹے باغ کے وارث بنے یہ تینوں بڑے بخیل تھے ان تینوں بھائیوں نے قسم کھائی کہ ہم غریبوں مسکینوں کو پھل توڑنے کی خبر ہی نہ ہونے دیں کیونکہ اس طرح کافی پھل فقراء مساکین لے جاتے ہیں چنانچہ سورج نکلنے سے پہلے چپکے سے باغ کی جانب چل پڑے۔ تینوں بھائیوں کی بدنیتی کی نحوست نے یہ اثر دکھایا کہ ناگہاں رات ہی میں اللہ تعالیٰ نے باغ میں ایک آگ بھیجی جس نے باغ جلا کر راکھ کر دیا ان لوگوں کو خبر بھی نہ ہوئی راستے میں تینوں بھائی چپکے چپکے باتیں کرتے تھے تاکہ فقیروں مسکینوں کو خبر نہ ہو لیکن جب یہ باغ کے پاس پہنچے تو جلے درخت دیکھ کر حیران ہو گئے ایک بھائی بولا کہ ہم راستہ بھول گئے ہیں مگر ایک بھائی بولا کہ ہم راستہ نہیں بھولے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پھلوں سے محروم کر دیا ہے، لہٰذا تم سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھو ان تینوں نے تسبیح شروع کر دی۔

ترجمہ: ''ہمارے رب کے لئے پاکی ہے، ہم لوگ یقیناً ظالم ہیں۔''

ہم نے فقراء و مساکین کا حق مار لیا، پھر تینوں بھائی ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور صدق دل سے توبہ واستغفار کرنے لگے اور آخر میں یہ کہنے لگے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ (پ ۲۹ ن والعلم رکوع ۱)

ترجمہ: ''عنقریب ہمارا ربّ ہم لوگوں کو اس سے بہتر باغ اس کے بدلے میں عطا فرمائے گا۔ ہم اپنے ربّ ہی سے توبہ قبول کرنے کے خواستگار ہیں۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ان لوگوں نے سچے دل سے توبہ کر لی تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی توبہ قبول فرمائی اس کے بدلے میں ایک دوسرا بہت اعلیٰ پھلوں والوں باغ عطا فرمایا۔

وَ اِذَا مَرِضْتُ فَھُوَ یَشْفِیْنِ ○

"جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے"۔ (پ ۱۹، الشعرآء)

۳۰ اپریل ۷۱۱ء کو بنو امیہ کے جرنیل طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کی افواج جب جبرالٹر (جبل طارق) پر اتریں تو طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بحری بیڑے کو آگ لگادی گئی تاکہ فوج فرار ہونے کے بارے سوچ بھی نہ سکے اس حکمت عملی سے فوجیوں نے اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ ہر ملک ہمارا ملک ہے کیونکہ وہ ہمارے اللہ تعالیٰ کا ملک ہے پھر آپ نے سمندری سفر میں جو خواب دیکھا تھا وہ اپنے ساتھیوں کو سنایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ تلواریں لٹکائے اور کمانیں کسے اندلس میں تشریف فرما ہو رہے ہیں۔ یہ فتح کی نوید ہے، طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار کے مختصر لشکر کے ساتھ دشمن کے ایک لاکھ لشکر کا سامنا کیا مسلمان بڑی سرفروشی سے عیسائیوں کے خلاف لڑے اور راڈرک کو ایک ہی دن میں شکست دی۔ اندلس ہسپانیہ کا بہت گنجان علاقہ ہے جو بحر اوقیانوس آبنائے جبل الطارق اور بحیرہ روم سے ملحق ہے۔ مسلمانوں نے آٹھ سو سال اس علاقہ پر حکومت کی۔

ہسپانیہ تو خون مسلمان کا امیں ہے
مانند حرم پاک ہے تو میری نظر میں

صدر مملکت مشرقی و مغربی پاکستان فیلڈ مارشل محمد ایوب خان صاحب (مرحوم) ۱۹۶۵ء کی پاک و بھارت جنگ کے طارق بن زیاد ثانی کے دور حکومت کی بات ہے کہ میرے کلینک میں ایک دیہاتی مریضہ اپنی دوائی لینے آئی اس کی ایک ٹانگ کے گھٹنہ میں کچھ پرابلم تھی، میں نے گھٹنہ کا بغور معائنہ کر کے اسے بتایا

کہ کم از کم پندرہ روز مسلسل علاج سے ان شآء اللہ شفا ہو جائے گی، مریضہ نے کہا کہ آپ فی الحال مجھے ایک ہی دن کی دوائی دے دیں مزید گھر جا کر اپنے میاں جی سے مشورہ کر کے دیکھی جائے گی پھر وہ ایک ہی دن کی دوائی لے کر چلی جاتی ہے، عرصۂ دراز گزرنے پر وہ دوبارہ کلینک میں آئی تو بیچاری ایک ٹانگ سے محروم تھی اور بیساکھیوں کے سہارے چل کر آئی اس حالت میں دیکھ کر مجھے سخت صدمہ ہوا میں نے اس ٹریجڈی کے بارے استفسار کیا تو اس کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، صبر آنے پر بتانے لگی کہ میری اس بیچاری معصوم ٹانگ کے گھٹنہ میں کچھ تکلیف تھی ممکن ہے آپ کو بھی یاد ہو کہ آپ سے بھی ایک دن کی دوائی لی تھی زیادہ تر میرا علاج اپنے گاؤں میں ہی ہوتا رہا، گاؤں کا کوئی حکیم چھوڑا نہ ڈاکٹر (میں نے پوچھا کیا اِن سب بیچاروں کو گاؤں سے نکال باہر کیا ہے؟) میری اس بات پر خوب مسکرائی اور بولی نہیں! نہیں! میرا ہرگز یہ مطلب نہیں تھا میں نے تو صرف آپ کو یہی بتانا تھا کہ میں ان سب معالجوں کے زیرِ علاج رہی، ہمارے گاؤں کے اکثر لوگوں کا شفاخانہ حیوانات کے عملہ پر بڑا یقین ہے حیوانات چونکہ اپنی بیماری بتانے سے قاصر ہوتے ہیں اس لئے یہ عملہ اپنی تعلیمی قابلیت اور ذہنی فہم و فراست سے ان کی تشخیص کر کے کامیاب علاج کر لیتا ہے اس عملہ کی قابلیت و استعداد ہی کی بنا پر میرا علاج ان سے بھی ہوتا رہا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ میرے میاں جی کو ایک وکیل صاحب کے منشی جی نے بتایا کہ ہمسایہ قصبہ میں ایک ہڈی جوڑ کے ماہر بابا جی ہیں آپ ان سے ہی رابطہ کر کے دیکھیں پھر میرے میاں جی مجھے ہمسایہ قصبہ میں لیجاتے ہیں جونہی قصبہ کے قریب پہنچے تو دور ہی سے ایک قلعہ نما حویلی پر ہماری نظر پڑی مزید قریب ہوئے تو حویلی کی فرنٹ دیوار پر ایک پبلسٹی بورڈ آویزاں تھا جس پر لکھا ہوا تھا۔

زندگی کے قریب اور قبر سے دور کرنے والے

انٹرنیشنل ڈی پورٹ آرتھوپیڈک بابا جی

ہم حویلی کے صدر دروازے سے اندر داخل ہوئے تو ایک بڑی سمارٹ سفید کوٹ میں ملبوس ہیلتھ اسسٹنٹ آجاتی ہے ہمیں ٹوکن دے کر ویٹنگ روم میں بٹھا دیتی ہے، باری آنے پر ہم کمرے میں داخل ہوئے تو بالکل سامنے ہی دری بچھائے ایک بہت ہی ضعیف بابا جی بیٹھے ہوئے تھے ان کی اپنی صحت کا عالم یہ تھا کہ ان کی اپنی دوسو چھ ہڈیاں ان کے کپڑوں سے جھانک رہی تھیں ہم نے ان کو السلام علیکم کہا تو انہوں نے بڑی دھیمی سی آواز میں جواب دیا پھر ہم ان سے تھوڑے ہی فاصلہ پر چٹائی پر بیٹھ جاتے ہیں۔ بابا جی اپنے سر کی ہلکی سی جنبش سے ہمیں آنے کا مقصد پوچھتے ہیں۔ میرے میاں جی میری مختصر سی ہسٹری بتا دیتے ہیں، ہیلتھ اسسٹنٹ کو بابا جی نے میرا معائنہ کرنے کا اشارہ دیا تو وہ مجھے اپنے ساتھ حویلی کے تہہ خانہ میں لے جاتی ہے تہہ خانہ کے بیڈ پر مجھے لیٹنے کا کہہ کر خود ایک الماری کا تالا کھولنے لگتی ہے الماری سے قدیم اطباء کے نادر نمونہ کے اوزار نکالنے لگتی ہے الماری پر یہ تحریر لکھی ہوئی تھی۔

(Muhammad Bin Zikrya Al-Razi 865-925 AD)

ابوبکر محمد بن زکریا الرازی ۸۶۵۔۹۲۵ء

پیدائش ملک ایران شہر رے موجودہ تہران

سربراہ و ماہر سرجن بغداد ہسپتال

ساتھ ہی ایک اور الماری تھی اس پر یہ الفاظ تحریر تھے۔

''شیخ الرئیس بوعلی سینا''

پورا نام

ابوعلی الحسین ابن عبداللہ ۹۸۰ء۔۱۰۳۷ء

Bu Ali Sina 980-1037

مسلم دنیا کے ارسطو آپ کی مایہء ناز کتاب (قانون فی الطب) جو ستر ہویں صدی تک یورپ کے تمام طبی مدارس میں پڑھائی گئی۔

ہیلتھ اسسٹنٹ نے اس الماری کو کھولنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ تہہ خانہ کے ایک کونہ میں شیر کا ڈھانچہ شیشے کی الماری میں بڑے سلیقہ سے سجایا گیا تھا۔

تہہ خانہ کے چاروں اطراف پرانے اطباء کی تصاویر آویزاں تھیں جو ایک قدیم میڈیکل یونیورسٹی کا نمونہ پیش کر رہی تھیں۔ ایک تصویر میں کلاس روم کا منظر دکھایا گیا تھا جس میں حکیم صاحب طلباء کو انسانی کھوپڑی کی ہڈیوں پر لیکچر دے رہے تھے۔

دوسری تصویر میں ننگے بدن بچے کا پیٹ باری باری طلباء اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے ٹٹول کر غالباً اپنڈکس پر ریسرچ کر رہے تھے تیسری تصویر میں "ابو بکر محمد بن زکریا الرازی کو کلاس روم میں دکھایا گیا ہے جس میں ایک مریض کو بیڈ پر لٹا کر اس کے آنکھ میں سفید موتیا بند (Cataract) پر تحقیق ہو رہی تھی۔"

چوتھی تصویر میں ایک نوجوان کے بازو کی ہڈی النا (Ulna) کسی حادثہ میں ٹوٹ جاتی ہے کلاس روم میں طلباء نے اسے قابو کر رکھا ہے اور خود اوزاروں سے ہڈی جوڑ رہے ہیں۔

ابھی میں تصویری قدیم سائنس میں گم سم تھی کہ ہیلتھ اسسٹنٹ الماری سے نکالے اوزار لے کر میرے پاس آجاتی ہے اور میرا معائنہ شروع کر دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ نوٹ بھی کرتی جاتی ہے۔

معائنہ مکمل کر کے مجھے بابا جی کے پاس لے آتی ہے اور میری تشخیص کا چارٹ اُن کو پیش کر دیتی ہے۔ آپ اس رپورٹ کی روشنی میں میرے میاں جی کو چالیس دن کی دوائی نہار منہ کھانے کے لیے اور ایک تیل کی شیشی دے دیتے ہیں، ہیلتھ اسسٹنٹ نے بتایا شیشی سے ایک تولہ تیل توے پر ڈال کر اس پر گدھے کا تازہ

فضلہ گرم کر کے متاثرہ حصہ پر باندھنا ہے اتنی بات سمجھا کر ساتھ ہی بل پیش کر کے دن میں تارے دکھا دیتی ہے۔ میرے میاں جی کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے بڑی مہارت سے جیب صاف کر دی ہو، واپسی کا کرایہ ہم نے گھر پہنچ کر اپنی جمع پونجی سے ادا کیا گھر پہنچتے ہی علاج شروع ہو جاتا ہے ابھی صرف سات روز ہی دوائی استعمال کی تھی کہ میری ٹانگ سپٹک ہوگئی اور میں چلنے پھرنے سے معذور ہو جاتی ہوں۔ میری حالت دیکھ کر میرے میاں جی سخت رنج و غم میں ڈوب جاتے ہیں اور ذہنی اضطراب میں مستغرق مسجد کے قاری ظہور احمد چشتی صاحب سے ملاقات کر کے اپنی ساری روئیداد سناتے ہیں انہوں نے بڑی ہمدردی سے بات سنی اور فرمایا کہ مومن اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھتا ہے اور مایوس نہیں ہوتا اور جب انسان بیمار ہوتا ہے تو شفا اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے، قاری صاحب نے مشورہ دیا کہ اپنی اہلیہ صاحبہ کو فوراً ہی زکریا ہسپتال باغ منشی لدھا لاہور لے جائیں، میرے میاں جی نے گھر آ کر لاہور جانے کا پروگرام بنالیا اور اپنی خوش دامن سے مشورہ کر کے ہسپتال کے اخراجات ادا کرنے کے لئے میرا زیور فروخت کر دیا۔ اگلے ہی روز گھر کے اہم افراد کے ہمراہ ہم زکریا ہسپتال پہنچ جاتے ہیں، ہسپتال کے سربراہ ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب سے میرے میاں جی ملاقات کر کے میری طبعیت کا بتاتے ہیں کہ ہم گاؤں سے مایوس ہو کر آپ کے پاس آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب مجھے چیک اپ کرنے کے لئے خود ہی میرے پاس تشریف لے آتے ہیں میری ٹانگ کا بڑی توجہ سے معائنہ کر کے آفتاب احمد اشرف صاحب لیب اسسٹنٹ کو ارجنٹ ایکسرے، ای سی جی بلڈ ٹیسٹ لکھ دیتے ہیں، اور اسی اثنا میں ہسپتال کے وزٹنگ سرجن ڈاکٹر محمد شہزاد اظہر (ORTHOPAEDIC) کو کال کر لیتے ہیں سرجن صاحب بھی اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے فوراً ہی ہسپتال تشریف لے آتے ہیں، رپورٹس کی روشنی میں میرے اپریشن کا فیصلہ ہو جاتا ہے، ڈاکٹر

شاہد شہاب صاحب نے میرے میاں جی کو بتایا کہ آپ کافی لیٹ ہو گئے اب آپ کی اہلیہ کی زندگی تو بچ سکتی ہے مگر ٹانگ نہیں۔ اپریشن تھیٹر میں لے جانے سے پہلے میرے میاں جی سے رائے لی جاتی ہے تو انہوں نے مجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا۔ تھیٹر میں عملہ کا حسن سلوک اپنی مثال آپ تھا سرجن صاحب نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ ہم مسلمان ہیں ہمیں اپنی زندگی کو اسلامی سانچہ میں ڈالنا ہوگا آپ بھی اپریشن سے پہلے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لیں اور کلمہ طیبہ کا ورد کیں اور ہم بھی تا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپریشن میں کامیابی عطا فرمائے، چنانچہ میں نے کلمہ طیبہ کا ورد کیا'' تو پھر مجھے کچھ معلوم نہیں کہ میں Anaesthesia سے بے ہوش کیسے ہوگئی۔''

مجھے جب ہوش آئی تو میں وارڈ میں تھی۔ میرے میاں جی کو ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب نے بتایا کہ میرے ہیپ جائنٹ Hip Joint سے چالیس سنٹی میٹر فی مر ہڈی (FemurBone) کو کاٹ (Amputation) دیا گیا ہے۔ دو دن صرف مجھے ہسپتال میں ٹریٹمنٹ دیا گیا اور سات روز مزید گھر جا کر کھانے کے لئے اپنی ہی فارمیسی سے ادویات بھی دے دی جاتی ہیں، ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب وزٹنگ سرجن صاحب اور ہسپتال کا تمام متعلقہ عملہ ہمیں بڑی ہی خوش اخلاقی سے خدا حافظ کہتا ہے اتنے میں میرے میاں جی نے اپنا پرس ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب کے حوالے کر دیا اور کہا کہ آپ خود ہی اس سے ہسپتال کا خرچہ نکال لیں ہم آپ کے بلند اخلاق کو ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ ڈاکٹر صاحب نے پرس واپس دیتے ہوئے فرمایا کہ آج ہمارے ہسپتال کا یہ پہلا میجر اپریشن تھا اس لئے ہم آپ سے اس کی اجرت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے آخرت میں اجر لینا چاہتے ہیں۔ ہسپتال کے باہر ایمبولنس بھی کھڑی ہے آپ اس میں تشریف رکھیں اور اپنے گھر روانہ ہو جائیں۔

ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ہم سب کے لئے یہ شعر مکمل

ضابطہء حیات ہے۔

یہ مال و دولت دنیا، یہ رشتہ و پیوند
بتان وہم و گماں لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

پھر مہمان اسسٹنٹ پروفیسر (آئی) ڈاکٹر محمد آفتاب اظہر صاحب نے اس شعر کی مختصر تشریح فرما کر ہمارے ایمان کو نکھار دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

مال و دولت، بیوی بچے، رشتہ دار اور مادی سامان آرائش جن کے لئے انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے احکام سے روگردانی کرتا ہے یہ سب بے حقیقت اور فانی چیزیں ہیں، ان میں سے کسی کو دوام نہیں، ان میں سے کسی کے ساتھ دل لگانا سراسر نادانی ہے ''پھر میرے میاں جی نے بھی ڈاکٹر شاہد شہاب صاحب، ڈاکٹر سرجن صاحب اور عملہ ہسپتال کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس شعر کی صورت میں شکریہ ادا کیا۔''

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہربان ہوگا عرش بریں پر

پھر ہم ایمبولنس میں گھر خیر و عافیت سے پہنچ جاتے ہیں چند روز ہسپتال سے ملی ادویات استعمال کیں تو صحت ہو جاتی ہے۔

میرا زیور بیچ کر جو رقم حاصل ہوئی تھی اس سے گاؤں کی ایک مستحق بچی کی شادی پر خرچ کر دیتے ہیں۔

اور رہی بات بابا جی (ہڈی جوڑ) کی تو میرا انہیں یہی مشورہ ہے کہ اپنے سائن بورڈ کو اب ان الفاظ میں تبدیل کروالیں۔

زندگی سے دور اور قبر کے نزدیک کرنے والے
ستیاناس سنیاسی بابا جی نا اہل ہڈی جوڑ

اچھا ڈاکٹر صاحب اب کافی دیر ہوگئی ہے آمنہ بیٹی کی دوائی دے دیں۔

کھچڑی کون پکائے گی؟

۱۶ دسمبر ۱۹۷۱ء سقوط ڈھاکہ کی اداس اور نا قابل فراموش خونیں صبح تھی جبکہ پاکستانی جنرل نیازی ڈھاکہ کے ہوائی اڈے پر بھارتی جنرل اروڑا کی آمد کا منتظر تھا وہ قوم جس کی تاریخ کا دامن ہتھیار ڈالنے کی ذلت سے کبھی داغدار نہیں ہوا آج سازشی فاتح جنرل کا استقبال کر رہی تھی جنرل اروڑا کا ہیلی کاپٹر جب ڈھاکہ کے ایئر پورٹ پر اترا تو جنرل نیازی نے آگے بڑھ کر اس کا استقبال کیا پھر یہ ریس کورس میدان روانہ ہوئے جہاں جنرل نیازی کو پاکستان کے خلاف کی گئی سازش پر دستخط کرنا تھے اسی میدان میں قائداعظم نے قوم کو متحد رہنے کی تلقین کی تھی۔ تھوڑی دیر میں پاکستانی اور بھارتی جرنیل وہاں پہنچ گئے ہر طرف فوج کا سخت پہرہ تھا جنرل نیازی نے قوم کی موت پر دستخط کیے اور۔

"اپنا ریوالور اور پیٹی جنرل اروڑا کے حوالے کیے"۔

اور ڈائس سے اتر کر اپنی کار کی طرف لپکے اتنے میں ایک شخص ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے زور سے جنرل نیازی کے سر پر جوتا دے مارا یہ تذلیل یہ رسوائی اور یہ بے بسی ہماری تاریخ نے تو یہ ذلت کبھی نہ دیکھی تھی، سقوط مشرقی پاکستان کے سبب ۷۵ ہزار پاکستانی سپاہی بھارت کے جنگی قیدی بنا دیئے گئے، وہی قوم جو ہمیشہ ہندوؤں کو جنگی قیدی بناتی رہی اپنی کمزوریوں اور عالمی سازشوں کے سبب آج ہندو کی قیدی بن چکی تھی۔

جنرل نیازی تو نے وہ سبق کیوں بھلا دیا جبکہ اسلامی سپہ سالار طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ نے دشمن کو شکست دینے کے لیے میدان جنگ میں حائل دریا کو عبور کر کے کشتیاں جلا دینے کا حکم دیا تھا۔ تجھے یہ بھی تو یاد تھا جب کہ دشمن نے دریائے دجلہ کا پل توڑ دیا تو اسلامی فوج کے سربراہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر دریائے دجلہ میں گھوڑا ڈال دیا انہیں دیکھ کر پوری فوج دجلہ میں اتر گئی اور نہایت اطمینان سے دریا کو عبور کر لیا۔ ایرانی دُور سے یہ حیرت انگیز منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ علامہ اقبال نے بھی تو تجھے یہی سبق دہرایا تھا۔

دشت تو دشت دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

پھر کل ہی تو تیرے سامنے جب ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء میں بھارت نے چھ سو ٹینک سے سیالکوٹ کے محاذ پر حملہ کیا تو اللہ کے وہی سپاہی تھے جن کو آج تو نے بے بس کر کے بھارتی قیدی بنا دیا تھا یہی اپنے سینوں پر بم باندھ کر ٹینکوں کے نیچے لیٹ گئے اور دشمن کے دانت کھٹے بھی کئے اور توڑ بھی دیئے۔

جنرل نیازی کیا تو مغربی پاکستان سے ہتھیار ڈالنے کا حکم رد نہیں کر سکتا تھا؟ کیا تو بے خبر تھا کہ تیرے ہتھیار ڈالنے سے مشرقی پاکستان کے محبّ وطن عوام پر کیا گزرے گی؟ میں تجھ کو بتاتا ہوں کہ ہمارا جگر سقوط ڈھاکہ کے بعد دجلہ خون بن گیا، گلیوں میں خون کی ندیاں بہہ گئیں، سڑکوں کے کنارے محبِ وطن پاکستانیوں کے خون سے لتھڑی لاشوں کے انبار لگ گئے، پنجاب پولیس افسران اور سپاہیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ عورتوں کی بے حرمتی کی گئی جو تیری ہی مائیں بہنیں تھیں اور سن! والدین کو اولاد کا خون پلایا گیا قوت ایمانی سے لبریز فوج کو رسوا کیا گیا۔ علامہ اقبال

علیہ نے تجھے یہ بھی تو سبق دیا تھا کہ ہمارے فوجی اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں، کسی کی جرأت نہیں کہ ان کی تذلیل کر سکے۔

یہ غازی یہ تیرے پراسرار بندے
جنہیں تو نے بخشا ہے ذوق خدائی

نیازی! اب تو ہی بتا تجھ سے قائداعظم محمد علی جناح علیہ کی روح پوچھ رہی ہے کہ تو نے پاکستان کیوں توڑا؟ تو نے ہتھیار کیوں ڈالے؟ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ تو مغربی پاکستان سے ملے آرڈر کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیتا اور پاکستان بچا لیتا تو تُو پاکستان کا چاند تارا تھا۔

اب قائداعظم محمد علی جناح علیہ کو تُو ہی بتا کہ ہتھیار ڈالنے کی سازش میں جو بھی شریک تھے ان کی سزا کیا ہے؟ اور وہ کون ہیں؟

وہی غدار اعظم ہے، وہی غدار پاکستان ہے
اور اس کی سزا موت ہے موت ہے

میں سقوط ڈھاکہ کے غم میں لبریز، کلینک میں اداس ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا کہ میرے پاس ایک دلچسپ مریض آ جاتا ہے میں نے اسے چیک اپ کر کے دوائی دے دی تو وہ پوچھتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب میں نے خوراک کیا کھانی ہے میں نے بتلایا کھچڑی ہی مناسب ہے تو فوراً بول اٹھا کھچڑی پکائے گی کون؟ میں نے جواب دیا بھئی آپ کی بیوی، کہتا ہے وہ تو فوت ہو گئی ہے میں نے کہا یہ تو صدمے کی بات ہے کہ آپ کا جیون ساتھی بچھڑ گیا مریض کہتا ہے نہیں جی اچھا ہو گیا ہے۔ ہر روز گھر میں لڑائی جھگڑا ہی رہتا تھا اگر کوئی میرا رشتہ دار مہمان آ جاتا تو ماتھے پر کالی پٹی باندھ لیتی اور لیٹ جاتی کسی نہ کسی بیماری کا بہانہ بنا کر بڑ بڑ شروع کر دیتی اور کہتی مجھ سے نہیں تو سہ پکایا جاتا میں پریشان ہو کر بازار سے کھانے پینے کی اشیاء خرید کر خود ہی ان کو کھلاتا۔ اور

جب اپنا رشتہ دار آتا تو نئے کپڑے پہن لیتی اور میری ایک ہفتہ کی تنخواہ ایک ہی دن میں اڑا دیتی اور پھر کہتی یہ سب تمہاری عزت بڑھانے کے لیے کرتی ہوں تا کہ میرا کوئی رشتہ دار یہ نہ کہے کہ کہاں بیٹی کو ڈبو دیا ہے میاں نکھٹو ہے۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ

"کھچڑی اچھی کہ کچھڑی اچھی"

میرے لئے تو برگر ہی کافی ہے

ایک روز ایک چھوٹی سی گڑیا اپنی والدہ صاحبہ کے ہمراہ دوائی لینے آتی ہے۔ حسب معمول اچھی طرح چیک اپ کر کے گڑیا کو دوائی دے دی تو گڑیا کی والدہ محترمہ نے پوچھا ڈاکٹر صاحب بچی نے خوراک کیا کھانی ہے میں نے جواب دیا کھچڑی ہی مناسب ہے۔ گڑیا فوراً بول اُٹھی!

"کھچڑی کا نام بھی نہ لیں
میرے لئے تو برگر ہی کافی ہے۔"

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا

کوئی سلیقہ ہے آرزو کا، نہ بندگی میری بندگی ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

عمل کی میرے اساس کیا ہے بجز ندامت کے پاس کیا ہے
رہے سلامت بس ان کی نسبت میرا تو بس آسرا یہی ہے

عطا کیا مجھ کو درد الفت، کہاں تھی یہ پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضورﷺ کی بندہ پروری ہے

کسی کو کیا حال دل سنائیں، کسی کو حالات کیوں بتائیں
تمہی سے مانگیں گے تم ہی دو گے تمہارے در سے ہی لو لگی ہے

تجلیوں کے کفیل تم ہو، مراد قلب خلیل تم ہو
خدا کی روشن دلیل تم ہو، یہ سب تمہاری ہی روشنی ہے

ہے کعبہ ہی مرجع خلائق، بہت نمایاں ہیں یہ حقائق
مگر جو مطلوب عاشقان ہے، حضور کے در کی حاضری ہے

بشیر کہیے نذیر کہیے انہیں سراج منیر کہیے
جو سر بہ سر ہے کلام ربیّ، وہ میرے آقا کی زندگی ہے

(خالد محمود خالد)

احادیث مبارکہ

خاوند کے حقوق یا بیوی کے فرائض

''اگر غیر اللہ کے لئے سجدے کی گنجائش ہوتی تو عورتوں کو
شوہروں کے لئے سجدے کا حکم ہوتا۔''

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم
دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔'' (جامع ترمذی)

بیوی پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے

سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ
حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''عورت پر سب سے بڑا حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر سب
سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے۔'' (مستدرک حاکم)

شوہر کی اطاعت و فرمانبرداری

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

''جو عورت اس حالت میں دنیا سے جائے کہ اس کا شوہر اس سے
راضی ہو اور خوش ہو تو وہ جنت میں جائے گی۔'' (جامع ترمذی)

بیوی کے حقوق یا شوہر کے فرائض

بیوی کے ساتھ اچھا برتاؤ کمال ایمان کی شرط

سیّدہ حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

''مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جس کا اخلاق برتاؤ (سب کے ساتھ) بہت اچھا ہو (اور خاص کر) بیوی کے ساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو۔'' (جامع ترمذی)

حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کوئی ایمان والا شوہر اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہیں کرتا (یا یہ کہ اس کو نفرت نہیں کرنی چاہیے) اگر اس کو کوئی عادت ناپسندیدہ ہو گی تو دوسری کوئی عادت پسندیدہ بھی ہو گی۔'' (صحیح مسلم)

حبیبِ پروردگار عزّوجلّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد اختیاراتُ تصرفات کا واضح ثبوت والا یہ ایمانی دلائل کا گلدستہ

ساٹھ ۶۰ آیاتِ کریمہ اور تین سو ۳۰۰ احادیثِ مطہرہ سے مزین و منور و معطر ہے

الامن والعلی

لناعتی المصطفیٰ بدافع البلاء ۱۳۱۱ھ

تصنیف

مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

دارالرضا ۝ لاہور

قابلِ مطالعہ کتابیں
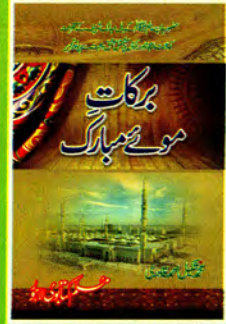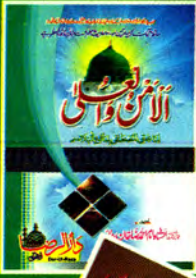
Email:muslimkitabevi@gmail.com